Regd.# MC-1366

دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

ماہنامہ

فہمِ دین

•جلد 09/ •شمارہ 12/ •جون/ 2020

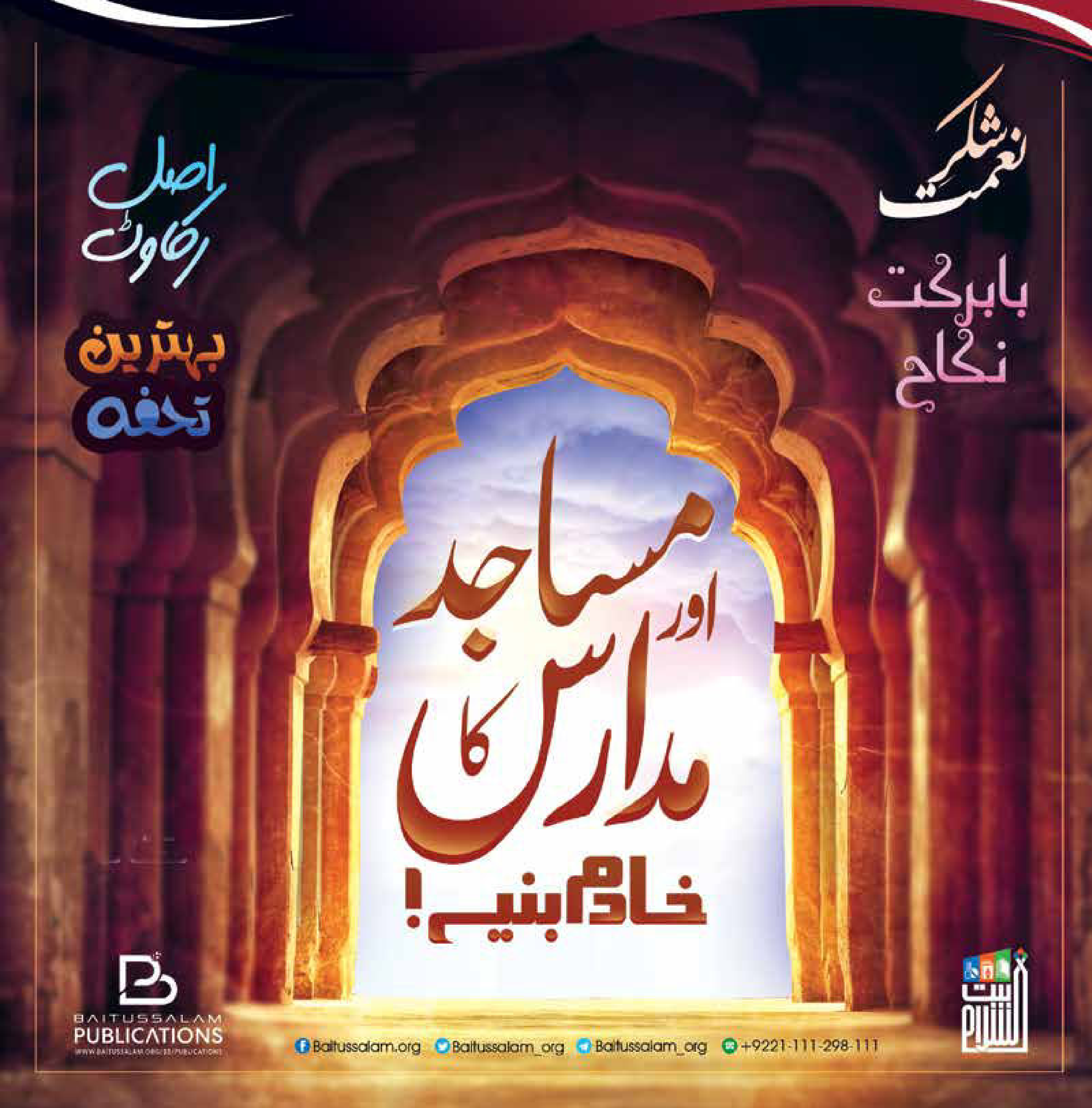

شکرِ نعمت

بابرکت نکاح

اصل رکاوٹ

بہترین تحفہ

مساجد اور مدارس کا خادم بنیے!

BAITUSSALAM PUBLICATIONS
WWW.BAITUSSALAM.ORG/BS/PUBLICATIONS

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org +9221-111-298-111

BAITUSSALAM

تعلیمی اور رفاہی خدمات کا قابل اعتماد عالمی ادارہ

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ

مخلص احباب کا فیصلہ

آئی کیئر ٹو شیئر

تاحیات ماہانہ ممبر شپ پروگرام

خدمت اور خیر کے گراں قدر منصوبوں کے لیے
ہر ماہ 5 ہزار روپے عطیہ کریں گے

آپ بھی اس مبارک سفر شامل ہو سکتے ہیں

+92+21-111-298-111 +92+321-2120004
+92+322-2120004 www.baitussalam.org

ماہ نامہ

فہمِ دین

کراچی

جون 2020

فہمِ وفکر

مساجد اور مدارس کا خادم بنیے	مدیر کے قلم سے	04

اصلاحی سلسلہ

فہم قرآن	شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم	05
فہم حدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	06
آئینہ زندگی	حضرت مولانا عبد الستار حفظہ اللہ	08

مضامین

مجھ کو دیکھیں گے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جنید حسن	10
تمہیں آنا پڑے گا	امۃ اللہ	12
عبرت ناک سفر	عظمیٰ شمیم	13
مسائل پوچھیں اور سیکھیں	مفتی محمد توحید	15
باورچی خانہ اور ہماری صحت	حکیم شمیم احمد	17

خواتینِ اسلام

بچھڑی کونج	اُمِ نُسیبہ	18
اصل رکاوٹ	ام محمد سلمان	21
بابرکت نکاح	طالبہ فہم دین	25
حضرت ہاجرہ علیہا السلام	ندا اختر	20
باپ کا بیٹی کے نام خط	محمد دانش	24
ہجرت	بنتِ گوہر	28
دو بیویاں، خوش گوار زندگی	اُمِ حیات	29

باغیچہ اطفال

مؤذن پرندہ	احمد رضا انصاری	32
بارش آئی	سویرا فلک	34
پانی ایک عظیم نعمت	اہلیہ محمد فیصل	37
انعامات ہی انعامات		41
بہترین تحفہ	قرۃ العین خرم ہاشمی	33
چکور	فوزیہ خلیل	36
خریداہوامال	ڈاکٹر صفیہ سلطانہ	38
بچوں کے فن پارے		40

بزمِ ادب

سب سے بڑا میر اخدا	ارسلان اللہ خان	42
سال گرہ	جوہر عباد	43
اے خدا اے خدا	احمد ظہور	42
گلدستہ	محمد اطہر فتح پوری	44

اخبار السلام

بیت السلام کا لاک ڈاؤن ریلیف	ادارہ	46

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا عبد الستار حفظہ اللہ

مدیر	محمد خرم شہزاد
نائب مدیر	قاری عبد الرحمن
ناظم	خالد عبد الرشید
نظرثانی	طارق محمود
تزئین وآرائش	نوید فرید

آراء وتجاویز کے لیے

0304-0125750

ڈاک سے متعلق امور کے لیے

0323-3229313 | 021-35393912

اشتہارات کے لیے

0314-2981344

marketing@fahmedeen.org

خط وکتابت اور بذریعہ منی آرڈر رسالے کے اجرا کے لیے

26-C گراؤنڈ فلور بن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابان جامی، بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

زرِ تعاون

فی شمارہ:	40 روپے
سالانہ فیس:	520 روپے
بیرون ملک بدل اشتراک:	35 ڈالر

ناشر	مطبع	مقام اشاعت
فیصل زبیر	واسا پرنٹر	دفتر فہم دین

مساجد اور مدارس کا خادم بنیے!

مدیر کے قلم سے

ایک تو گزشتہ دِنوں وفاقی حکومت اور علمائے کرام نے مل کر کچھ احتیاطوں کی رعایت کرتے ہوئے مساجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔
دوسرا حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی وہ آیڈیو بھی زیرِ گردش ہے،
جس میں انھوں نے ہر دو نمازی کے بیچ میں بھی ایک مناسب فاصلہ رکھنے کی ہدایت کو تفصیل سے سمجھایا ہے۔
ہم اگرچہ گلشن حدید سے پرے رہتے ہیں اور ہماری مسجد گلشنِ حدید سے بھی آگے کراچی کے بالکل مضافات میں ہے، یہاں نمازی ستر اسی سے زیادہ نہیں ہوتے،
مگر ہمارے امام صاحب نے حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم کی ہدایات کے پیشِ نظر ڈیڑھ صف کے نمازیوں کو تین صفوں میں ترتیب دیا اور فجر کی نماز پڑھائی۔
یہ سطور میں رمضان المبارک شروع ہونے سے چند دِن پہلے لکھ رہا ہوں، مگر یہ آپ کے ہاتھوں میں رمضان المبارک ختم ہونے کے بھی چند دِن بعد پہنچیں گی۔
ایک طرف تو عالمی اور ملکی صورتِ حال دنوں میں نہیں، بلکہ گھنٹوں میں تبدیل ہو رہی ہے،
اور عالمی بھیڑیے، ورلڈ آرڈر کو نافذ کرنے اور اپنی ہوس کی تسکین کے لیے چھوٹی قوموں کو ہی ہڑپ کر جانا چاہ رہے ہیں
اور دوسری طرف کاروبار ٹھپ ہونے سے خواہشات پر ایسی کاری ضرب لگی ہے کہ اچھی خاصی سمجھ بوجھ والے بھی ابھی تک عالمی منظر نامے کو سمجھ نہیں پا رہے۔
حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم کا اپنی گفتگو میں تفاخر بجا تھا کہ اس وقت دُنیا میں پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے،
جس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہاں پر مساجد کھلی ہیں اور نمازیں باجماعت ادا کی جا رہی ہیں۔
اللہ تعالیٰ اُن کی اور تمام علمائے کرام کی دور اندیشی، معاملہ فہمی اور عوام کو تصادم سے بچائے رکھنے کی اس کاوش میں بہت برکت عطا فرمائے۔
قارئینِ گرامی! نئی صورتِ حال کیا ہو گی، یہ کہنا قبل از وقت ہے، لیکن یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ آنے والا وقت نازک سے نازک تر ہے
ہم بہت وقت غفلت میں گزار چکے، لیکن اب یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ قوموں کی زندگی میں کچھ فیصلہ کن لمحات ایسے آتے ہیں کہ
اگر قوم کے دردمند افراد اور نوجوان نسل انھیں ضائع کر دے تو پھر بعض اوقات صدیوں اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔
قارئین! جن لوگوں نے دُنیا کی قیادت کرنی ہوتی ہے، وہ ایسی باتوں سے خوف زدہ نہیں ہوتے، وہ پُر امید ہوتے ہیں اور بھنور سے کشتی نکالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔
قارئین گرامی! میں نے پچھلی بار بھی عرض کیا تھا کہ کرونا سے کیا ڈرنا، یہ تو مخلوق ہے،
لیکن آپس کی ناچاقی سے ڈرنا چاہیے، یہ دشمن کا دیرینہ ہتھیار ہے، وہ عوام اور علمائے کرام میں دوریاں پیدا کرنا چاہتا ہے،
وہ دینی قوتوں اور سیکولر قوتوں کا تصادم چاہتا ہے اور ہم سب نے مل کر اس سازش کو ناکام بنانا ہے،
کرونا کی وجہ سے پیدا ہونے والی نئی صورتِ حال میں مساجد، نماز اور جماعت کے احکام میں بہت ساری تبدیلیاں دیکھنے میں آئی ہیں،
مگر ہم نے جب بچپن سے ایسا ہوتے دیکھا ہی نہیں اور ہمارے جذبات کی اس میں تسکین ہی نہیں ہوتی تو پھر سوشل میڈیا پر ہمیں اپنی بھڑاس تو نکالنی ہوتی ہے نا!
ارے اللہ کے بندو! علمائے کرام کا اطمینان تو ملاحظہ فرمائیں، اُنھوں نے تو یہ فرمایا تھا کہ
ہم نے اہلِ فتویٰ اور ڈاکٹر حضرات سے مشاورت کے بعد یہ تبدیلیاں طے کی ہیں۔
قارئین! میں پھر کہنا چاہوں گا کہ یہ علمائے کرام کی محنت اور عوام کی ان سے بے لوث محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ
آج یہاں مساجد آباد ہیں اور رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ہمیں مساجد میں جماعت کے ساتھ نمازیں اور تراویح پڑھنے کا موقع مل گیا۔
اب جبکہ رمضان المبارک گزر چکا ہے، ایمان کی تجدید ہو چکی ہے تو احتیاطی تدابیر کا دامن تھامتے ہوئے علمائے کرام سے جڑے رہیے
یہ طے کر لیجیے کہ ہم نے جانے اَن جانے میں عالمی شطرنج کا مہرہ نہیں بننا، بلکہ مساجد اور مدارس کا خادم بننا ہے،
چاہے صورتِ حال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اس کی آباد کاری کی علمائے کرام کوئی بھی صورت اختیار کریں۔ والسلام

اخوکم فی اللہ
محمد خرم شہزاد

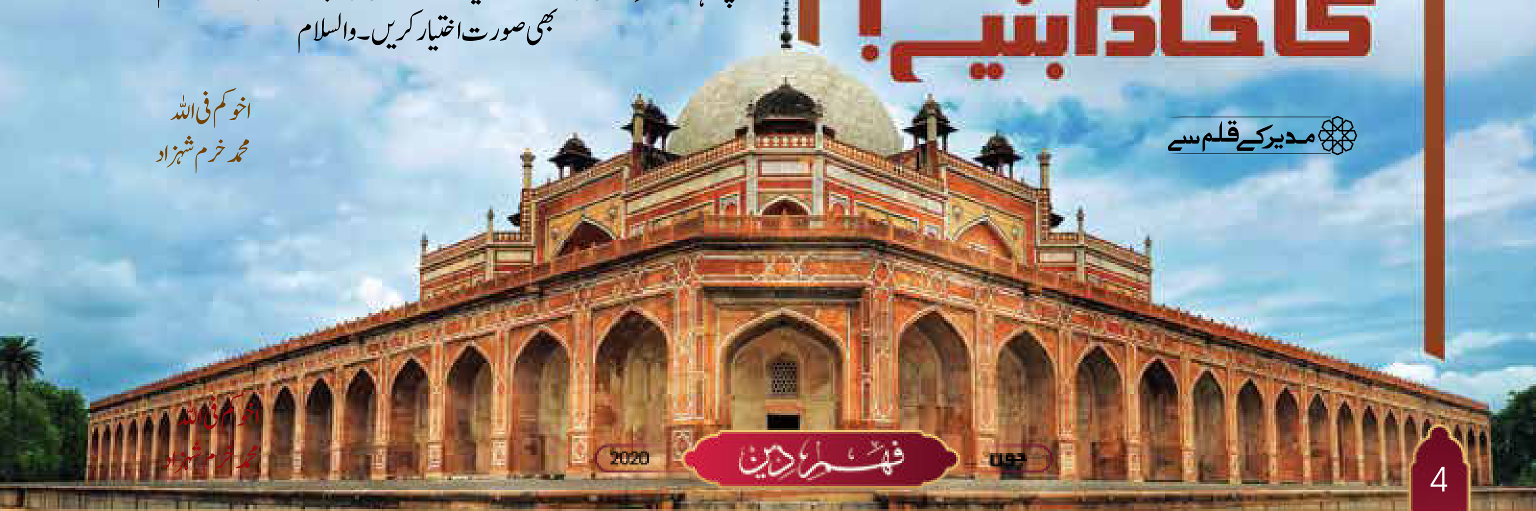

فہمِ قرآن

النساء 16-20

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا 16

ترجمہ: اور تم میں سے جو دو مرد بدکاری کا ارتکاب کریں، ان کو اذیت دو، پھر اگر وہ توبہ کرکے اپنی اصلاح کرلیں تو ان سے درگزر کرو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔ 16

تشریح نمبر: 1۔ یہ مردوں کے خلافِ فطرت ہم جنسی عمل کی طرف اشارہ ہے، اس کی کوئی متعین سزا مقرر کرنے کی بجائے صرف یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ایسے مردوں کو اذیت دی جائے، جس کے مختلف طریقے فقہائے کرام نے تجویز کیے ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی لازمی نہیں، صحیح یہ ہے کہ اس کو حاکم کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا 17

ترجمہ: اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمے داری لی ہے، وہ ان لوگوں کے لیے ہے، جو نادانی سے کوئی برائی کر ڈالتے ہیں، جلد ہی توبہ کرلیتے ہیں، چناں چہ اللہ ان کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔ 17

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا 18

ترجمہ: توبہ کی قبولیت ان کے لیے نہیں، جو برے کام کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت کا وقت آکھڑا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کرلی ہے اور نہ ان کے لیے ہے جو کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے تو ہم نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ 18

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا 19

ترجمہ: اے ایمان والو! یہ بات تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے مالک بن بیٹھو اور ان کو اس غرض سے مقید کرو کہ تم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس کا کچھ حصہ لے اڑو، الّا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو اور اگر تم انھیں پسند نہ کرتے ہو تو یہ عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔ 19

تشریح نمبر: 2۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ رسم چلی آتی تھی کہ جب کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جاتا تو اس کے ورثا اس عورت کو بھی میراث کا حصہ سمجھ کر اس کے اس معنیٰ میں مالک بن بیٹھتے تھے کہ وہ ان کی اجازت کے بغیر نہ دوسری شادی کرسکتی تھی اور نہ زندگی کے دوسرے فیصلے کرنے کا حق رکھتی تھی۔ اس آیت نے ظالمانہ رسم کو ختم فرمایا ہے۔ اسی طرح ایک ظالمانہ رواج یہ تھا کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا، لیکن ساتھ ہی یہ بھی چاہتا کہ جو مہر ان کو دے چکا ہے وہ اسے واپس مل جائے تو وہ اپنی بیوی کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کردیتا تھا، مثلاً وہ اس کو گھر میں اس طرح مقیّد رکھتا تھا کہ وہ اپنی جائز ضروریات کے لیے بھی گھر سے باہر نہیں جاسکتی تھی۔ اس طرح ستانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ بے چاری مجبور ہو کر شوہر سے خلاصی حاصل کرنے کے لیے اسے خود یہ پیش کش کرے کہ تم اپنا مہر واپس لے لو اور مجھے طلاق دے کر میری جان چھوڑ دو۔ آیت کے دوسرے حصے میں اس رواج کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا 20

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کرکے (مہر) واپس لوگے؟ 20

تشریح نمبر: 3۔ آیت نمبر 15 میں یہ بتایا جاچکا ہے کہ عورتوں کو گلوخلاصی کے لیے اپنا مہر واپس کرنے پر مجبور کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے، جب انھوں نے کھلی بے حیائی کا ارتکاب کیا ہو۔ اب یہ فرمایا جارہا ہے کہ اگر تم ان سے مہر واپس کرنے کا مطالبہ کروگے تو یہ تمہاری طرف سے ان پر بہتان باندھنے مرادف ہوگا کہ انھوں نے کھلی بے حیائی کا ارتکاب کیا ہے، کیوں کہ ان کو مہر کی واپسی پر مجبور کرنا اس صورت کے سوا کسی حالت میں جائز نہیں ہے۔

فرض روزوں کی قضا

عَنْ مُعَاذِ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ مَابَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيبُنَا ذَالِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ

ترجمہ: معاذ عدویہ (جوایک تابعی خاتون ہیں) وہ بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: ”یہ کیا بات ہے کہ ایام حیض میں جو روزے قضا ہوتے ہیں، ان کی تو قضا ہو جاتی ہے اور جو نمازیں قضا ہوتی ہیں ان کی قضا نہیں پڑھی جاتی؟“ ام المؤمنین نے فرمایا کہ ”(بس اللہ ورسول کا حکم ہے) رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب ہم اس میں مبتلا ہوتے تھے (اور اس کی وجہ سے ان دنوں میں روزہ نماز کچھ نہیں کر سکتے تھے) تو ہم کو ان دنوں کے قضا شدہ روزے رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا اور قضائے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“ (صحیح مسلم)

فہم حدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

رمضان کے بعد شوال کے چھے روزے

عَنْ اَبِي اَيُّوبَ اَنْصَارِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اس کے بعد ماہِ شوال کے چھے نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہوگا۔“ (صحیح مسلم)

ایمان والوں کو ستانے والوں کے لیے سخت تنبیہ

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِصَوْتٍ رَفِيْعٍ يَامَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رَحْلِهٖ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اترا نہیں ہے، مسلمان بندوں کو ستانے سے اور ان کو عار دلانے اور شرمندہ کرنے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، کیوں کہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑے گا اور اس کو رُسوا کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا وہ اس کو ضرور رُسوا کرے گا (اور وہ رُسوا ہو کے رہے گا) اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔ (جامع ترمذی)

تشریح: جب حقیقی ایمان کسی کے دل میں اتر جاتا ہے تو اس کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے کہ آدمی پر اپنے انجام کی فکر غالب ہوتی ہے اور وہ اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے بارے میں محتاط ہو جاتا ہے، خاص کر اللہ کے جو بندے سچے ایمان کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ چکے ہوں، ان کے بارے میں اور بھی زیادہ محتاط ہو جاتا ہے، ان کو ستانے، ان کا دل دکھانے، ان کی پچھلی برائیوں کا ذکر کر کے ان کو شرمندہ کرنے اور ان کی زندگی کے چھپے ہوئے کم زور پہلوؤں کی ٹوہ لگانے سے

باز رہتا ہے، لیکن اگر دل میں ایمان کی حقیقت نہ اتری ہو اور صرف زبان سے اسلام کی باتیں ہوں تو آدمی کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے، وہ اپنی فکر کی بجائے دوسروں کے عیب ڈھونڈتا ہے، خاص کر اللہ کے ان بندوں کے پیچھے پڑتا ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان اور عبدیت کا تعلق قائم کر چکے ہوتے ہیں، ان کو لوگوں کی نظروں سے گرانا چاہتا ہے، ان کی غلطیوں کی تشہیر کرتا ہے، ان کو بدنام اور ذلیل کرتا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں ایسے لوگوں کو آگاہ کیا ہے کہ وہ اس حرکت سے باز آجائیں، اللہ کے ایمان والے بندوں کو بدنام کرنے اور ان کے مقام کو گرانے اور ان کے چھپے ہوئے کم زور پہلوؤں کو اچھالنے کے مشغلے کو ترک کریں، ورنہ آخرت سے پہلے اس دنیا میں بھی وہ ذلیل کیے جائیں گے اور ذلت ورُسوائی کی مار ان پر ضرور پڑے گی، اگر بالفرض ذلت ورُسوائی سے بچنے کے لیے وہ خانہ نشین ہو کے بھی بیٹھیں گے تو اللہ ان کو ان کے گھر کی چہار دیواری ہی میں رُسوا کرے گا۔

Shangrila
THE FOOD EXPERTS!
IMLI GINGER SAUCE
BAR-B-Q SAUCE
GREEN CHILLI SAUCE
GARLIC CHILLI SAUCE
SHANGRILA KETCHUP AND SAUCES
TASTY!
DELICIOUS!
KHAANON KAY MUST HAVES!
TOMATO KETCHUP
Tantalize your taste buds
SMART PACK
600g
www.shangrila.com.pk
shangrilaPakistan
ShangrilaPakistan

شکرِ نعمت

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

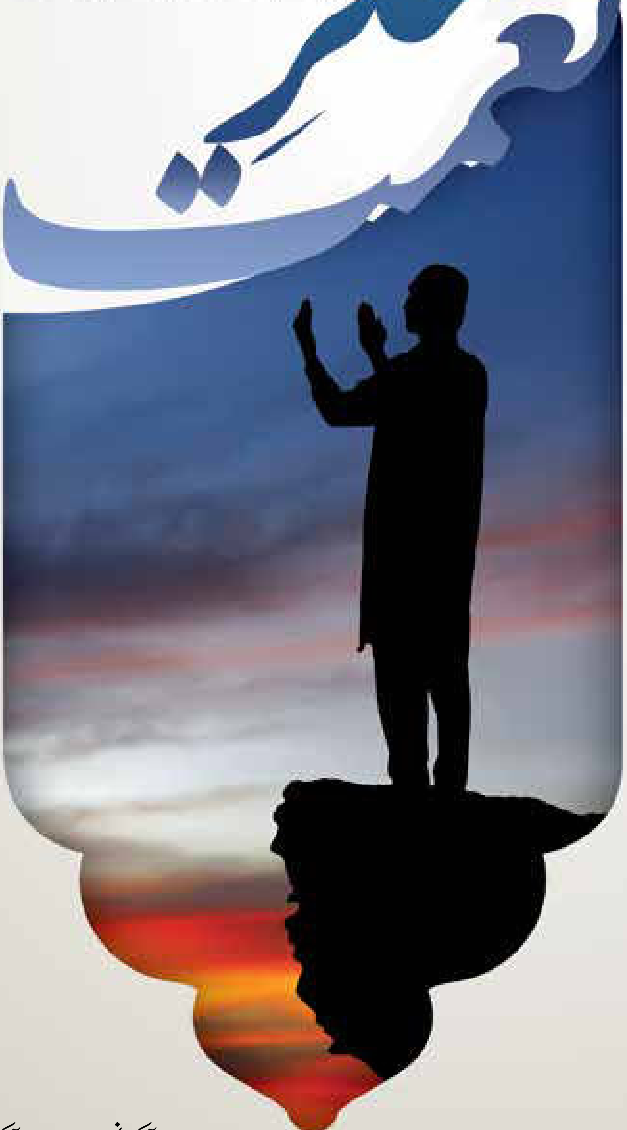

قرآن مجید کی پہلی سورت سورۃ فاتحہ ہے اور سورہ فاتحہ کی پہلی آیت ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن'' ہے اور اس پہلی آیت میں ایک بہت اہم پیغام ہے، شکر بھری زندگی اور شکر کی عبادت کا۔ سچی بات یہ ہے کہ خزاں کے موسم میں بھی بہار کے مزے آسکتے ہیں، اگر زندگی شکر والی نصیب ہو جائے۔ تکلیف کی گھڑیوں میں بھی آرام کا لطف اور سکون کی مٹھاس مل سکتی ہے۔ اگر زندگی میں شکر والی عبادت نصیب ہو جائے۔ اللہ کا وعدہ ہے، جب صاحبِ ایمان شکر والی زندگی گزارتا ہے تو میں اس سے اپنے غصے کی نظر اٹھا لیتا ہوں، اپنا غصہ ہٹا دیتا ہوں۔ اسے ہمیشہ کے لیے اپنے عذاب سے محفوظ کر دیتا ہوں۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ تو یہ سچ ہے کہ اگر صاحب ایمان اپنی زندگی میں شکر لے آئے تو یہ اللہ کی ناراضی اور اس کے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ اس لیے کہ اس دنیا میں جہاں اللہ کی ناراضی اور اللہ کا عذاب ہے، وہاں بے چینی، بے سکونی اور مایوسی بھی ہوتی ہے اور جہاں آزمائش ہوتی ہے، وہاں تکلیفیں تو ہوتی ہیں، خزاں کا موسم تو ہوتا ہے لیکن اگر اللہ ناراض نہیں، اس کی نظرِ غضب سے یہ محفوظ ہے تو ایسے شخص کی زندگی میں چین، سکون بھی اور اطمینان ہوتا ہے۔ سبحان اللہ!

یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک گھڑی کے دائیں بائیں، اوپر نیچے پانی ہوتا ہے لیکن اس گھڑی کے اندر پانی نہیں جاتا، اس لیے کہ وہ گھڑی واٹر پروف ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح شکر والی زندگی، شکر والا دل، شکر والی زبان اور شکر والے اعمال انسان کے دل کو غم پروف بنا دیتے ہیں۔ دائیں بائیں کے سارے احوال پریشان کن ہیں، تکلیف دہ ہیں لیکن اس کا دل غم پروف ہے۔ جو اللہ نے اسے شکر کی زندگی دے رکھی ہے، اس پر انعام ہے۔ اس پر اللہ کی نظرِ غضب نہیں ہے، اس پر اللہ کا عذاب نہیں ہوگا، اس پر اللہ کی ناراضی کی نظر نہیں پڑے گی۔ شکر ایسی عبادت ہے، جن پر اللہ فضل فرما دیں، اُنہیں تکلیفوں کے اندر بھی اللہ کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں، مال میں کمی آئی ہے کاروبار میں کمی آئی ہے لیکن صحت تو مال سے بڑی نعمت ہے، اللہ نے صحت تو سلامت رکھی ہے۔ بینائی، گویائی اور سماعت تو سلامت ہے۔ اعضاء و جوارح تو سلامت ہیں مال ہی میں کمی آئی ہے آمدنی میں ہی کچھ کمی آئی ہے۔ کچھ معاشی طور پر حالات آئے ہیں لیکن اللہ کا کرم ہے جسم کی ایک ایک نعمت کروڑوں سے زیادہ بھاری ہے۔ جب وہ ان نعمتوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے تسلی ملتی ہے۔ اسے حوصلہ اور سکون ملتا ہے۔ تو پریشانیوں میں گھرے ہونے کے باوجود، تکالیف میں رہنے کے باوجود جب اس کی نظر نعمتوں پر رہتی ہے اور شکر اس کے دل میں آتا ہے تو اسے ٹھنڈک ملتی ہے۔ اور اس دنیا میں ایک مسلمان کی نظر میں سب سے بڑی دولت ہے۔ اور وہ ہے ''ایمان'' ایمان ایسی نعمت ہے جس پر بندہ جنت میں بھی شکر کرے گا اور کہے گا ''الحمد للہ الذی ھدانا لھذا''۔ مال میں کمی آگئی تھی، کاروبار میں کمی تھی کچھ صحت خراب رہی تو کیا ہوا اللہ نے ایمان کی دولت تو دے رکھی تھی۔ اللہ نے اپنے سامنے جھکنا تو نصیب کیے رکھا اللہ نے اپنی فرماں برداری تو نصیب کیے رکھی۔ تو اس نعمت پر بندہ مومن جنت میں بھی شکر کرے گا۔

ہم میں سے ہر شخص لاکھوں کروڑوں انسانوں سے زیادہ بھلا ہے مالی لحاظ سے بھی کھانے پینے کے لحاظ سے بھی، پہننے اوڑھنے کے لحاظ سے بھی، رہنے سہنے کے لحاظ سے بھی اور پھر اللہ نے جسم کے اندر ان گنت نعمتیں اور ایک سے بڑھ کر ایک قیمتی نعمت رکھی ہے۔ کسی فقیر اور محتاج سے کہا جائے میاں کروڑوں دیں گے ایک آنکھ دے دے، وہ بھوکا رہ جائے گا، آنکھ نہیں دے گا۔ آنکھ کی قیمت اتنی ہے اور جسم میں ایسی کتنی ہی نعمتیں اللہ نے دے رکھی ہیں۔ اللہ ہمیں وہ نظر نصیب فرما دے کہ آزمائش کی گھڑیوں کے اندر بھی اللہ کی نعمتیں نظر آئیں۔ تاکہ شکر کی عبادت نصیب ہو۔ سچ کہہ رہا ہوں، کوئی کتنی ہی بڑی تکلیف و آزمائش میں ہو اور اس کا دل اللہ کے شکر سے معمور اور بھرا ہوا ہو، ایک دولت تو اسی لمحے اللہ دے گا سکون، اطمینان اور چین۔ اللہ کی نعمتوں پر نظر اور پھر شکر کی کیفیت۔ ایک اللہ والے کو سخت بخار ہوا آنے والوں نے ہاتھ رکھا تو ایسا لگا کہ آگ پر ہاتھ رکھ لیا۔ پوچھا کیا حال ہے کہا الحمد للہ! کہا اتنا سخت بخار ہے، کہا: ''ٹھیک

> جس طرح ایک واٹر پروف گھڑی پانی میں گرنے کے باوجود، اس کے اثرات سے محفوظ رہتی ہے بالکل اسی طرح شکر والی زندگی، شکر والا دل، شکر والی زبان اور شکر والے اعمال انسان کے دل کو غم پروف بنا دیتے ہیں۔ دائیں بائیں کے سارے احوال پریشان کن ہیں، تکلیف دہ ہیں لیکن اس کا دل غم پروف ہے، اللہ نے اسے شکر کی زندگی دے رکھی ہے، یہ شکر نعمت اس پر اللہ کا انعام ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض نہیں ہوں گے۔

ہے بخار ہے نا! الحمد للہ کھانے کا راستہ سلامت ہے اور اندر کا فضلہ نکلنے کا راستہ سلامت ہے۔ مسلمان جب کھاتا ہے تو کہتا ہے الحمد للہ اور جب اندر کا فضلہ باہر نکلتا ہے تو کہتا ہے الحمد للہ۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

اس لیے کہ اندر کا فضلہ اگر باہر نہ نکلے ساری نعمتیں ہیچ ہو جاتی ہیں اس نے کھلایا یہ بھی اللہ کا شکر ہے اس نے اندر کا فضلہ نکال دیا یہ بھی اللہ کی مہربانی ہے۔

کتنی نعمتیں ہیں کون گن سکتا ہے؟ زمین کے ذرّات، سمندر کے قطرات، درختوں کے پتے اور آسمان نما چھت کے ستارے سیارے تو شاید شمار کیے جا سکیں لیکن زندگی میں اللہ کی جو نعمتیں برس رہی ہیں انہیں شمار نہیں کر سکتا۔ اور شیطان نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں اللہ کے بندوں سے جو عبادت لوں گا وہ یہ ہوگی کی میں اسے شکر کی عبادت سے محروم کروں گا۔ اسے پتا ہے کہ جب بندہ شکر سے محروم ہو گیا اسے مایوسیاں گھیر لیں گی، اسے کہیں کے باہر کی تکلیف سے زیادہ اندر کی تکلیف اسے پریشان کرے گا۔ یہ اندر سے پگھلنے لگے گا ڈھیر ساری نعمتوں میں رہ رہا ہے لیکن نہ شکر ہے نہ ان ساری نعمتوں کا لطف بھی اس کی زندگی سے گیا۔ تو شیطان ناشکرا بنانا چاہتا ہے۔ زندگی سے شکر کی عبادت چھیننا چاہتا ہے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو شکر گزار دیکھنا چاہتے ہیں۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کے گھروں میں فاقے ہیں۔ ہمیں اللہ نے دے رکھا ہے۔ اللہ رب العزت نے جسم کی نعمتیں سلامت کر رکھی ہیں اور سب سے بڑھ کر ان ساری نعمتوں سے۔ بڑھ کر مالی تکلیف بھی آگئی معاشی طور پر بھی کچھ کمی آگئی اقتصادی طور پر بھی کچھ نقصان آگیا تو نظر رکھو اللہ نے جسم میں کیسی قیمتی نعمتیں دے رکھی ہیں کچھ بیماری بھی آگئی ارے ایمان تو اس سے۔ بڑی دولت ہے ہدایت تو اس سے۔ بڑا سرمایہ ہے اللہ اپنی بندگی نصیب فرمادے اپنی فرماں۔ برداری دے دے یہ تو سب سے۔ بڑی دولت ہے۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔ اور جن جن نعمتوں پر نظر رکھ کر آپ شکر ادا کریں گے اللہ کا وعدہ ہے ''لازیدنکم'' نعمتیں۔ بڑھا دوں گا بندگی پر شکر کرو گے اللہ بندگی کی اور توفیق نصیب فرمادیں گے۔ اللہ کی طرف سے ملنے والی ہدایت پر شکر کرو گے، اللہ ہدایت کے نور میں اور اضافہ فرمائیں گے اللہ نے جسم کی نعمتیں دے رکھی ہیں اس پر شکر کرو گے اللہ صحت میں۔ برکت عطا فرمادیں گے۔ اللہ رب العزت نے لاکھوں کروڑوں سے زیادہ معاشی طور پر بہتر رکھا ہے شکر کرو گے اللہ رب العزت معاشی مسائل میں اور۔ برکت اور آسانیاں پیدا فرمادیں گے اللہ کا کہا سچا ہے لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور دوں گا۔ اتنا زوردار جملہ ہے کہ اُردو میں اس کی تشریح کے لیے الفاظ ہی نہیں۔ قرآن کریم میں جس انداز سے اللہ تعالیٰ نے جس تاکید کے ساتھ یہ بات فرمائی ہے بس اتنا کہہ سکتے ہیں کہ بھئی شک نہ کرنا، ہم تمہیں اور دیں گے، ہم اور اضافہ کردیں گے اللہ نے جو نعمتیں دے رکھی ہیں ان پر نظر رکھے اللہ کرے دل شکر سے بھرا ہوا ہو، زبان پر اللہ کا شکر ہو یہ مشکلات سے نکلنے کا راستہ ہے یہ بے چینی اور مایوسیوں سے نکلنے کی مبارک صورت ہے اور بہت۔ بڑی عبادت ہے اور شکر کی حقیقت کیا ہے اس لیے کہ جب آدمی کو اپنے محسن کے احسانات کا خیال رہے اور اپنے محسن کے خیالات کا دھیان رہے تو اس کی محبت آجاتی ہے۔ اور اس محبت کی وجہ سے اس کی اطاعت آسان ہو جاتی ہے۔ اس محسن کی محبت میں اس کی اطاعت فرماں۔ برداری آسان ہو جاتی ہے۔ شکر گزار بندہ وہ شکر کی عبادت اس شخص کی زندگی میں جسے اللہ کی محبت میں اس کی اطاعت فرمانبرادری آسان لگنے لگے۔ آسان ہو جائے اور اس پر اللہ کا وعدہ ہے میں اس کو عذاب نہیں دوں گا۔ پھر کوئی تکلیف آگئی یقین رکھیے کہ تکلیف ایسی ہے کہ انجکشن لگانے سے بھی تو تکلیف ہوتی ہے آپریشن کرنے سے بھی تو تکلیف ہوتی ہے کوئی زہریلا قسم کا پھوڑا نکلے اس کا آپریشن کرنے سے بھی تکلیف ہوتی ہے جسم کے اندر کوئی غلیظ اور زہریلا مادہ ہے اس کو نکالنے کے لیے پیٹ چاک کیا جاتا ہے تکلیف تو وہاں بھی ہوتی ہے لیکن سب کیا کہتے ہیں یہ ڈاکٹر تو اس مریض کے لیے رحمت بن کر آیا ہے یہ تو مسیحا بن کر آیا ہے سچ کہہ رہا ہوں اگر زندگی شکر گزاری کی ہو جائے اللہ

> کوئی زہریلا قسم کا پھوڑا نکلے، اس کا آپریشن کرنے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے، جسم کے اندر کوئی غلیظ اور زہریلا مادہ ہے اس کو نکالنے کے لیے پیٹ چاک کیا جاتا ہے، کتنی تکلیف ہوتی ہے لیکن نہ صرف اس تکلیف کو برداشت کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک یہ کہتا ہے کہ یہ ڈاکٹر اس مریض کے لیے رحمت بن کر آیا ہے یہ تو مسیحا بن کر آیا ہے

کے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ اللہ کی ناراضی سے محفوظ ہو گیا۔ پھر کوئی آزمائش کوئی تکلیف کی شکل ہے وہ اللہ کی رحمت کی ایک شکل ہے جیسے ہم ڈاکٹر کو کہتے ہیں طبیب کو کہتے ہیں، اللہ کا بڑا فضل ہو گیا۔ پھر ہم یہی کہیں گے کہ اے اللہ تو کریم ذات ہے تو حکیم ذات ہے، وہ کریم ذات ہے، وہ رحیم ذات ہے، اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ رب العزت ہماری تربیت کرنا چاہتا ہے ہمیں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے ہمیں اپنا پیارا بنانا چاہتا ہے تو ان شاء اللہ طبیعتوں میں اطمینان بھی رہے گا سکون بھی رہے گا اللہ رب العزت ہمیں ایسی شکر گزاری کی زندگی نصیب فرمائے۔

● جنید حسن

مجھ کو دیکھیں گے رسولِ خدا ﷺ

قسط نمبر 15

میں نے تشکّر کے جذبات اور مناسب اجرت کے ساتھ اسے الوداع کیا۔

اگلے روز جمعرات تھا، جو مدینے میں ہمارا چوتھا دن تھا...اور ہمارے قیام کے دوران ایّامِ بیض یعنی 15,14,13 تاریخیں بھی آئیں، جن میں حضور ﷺ روزے رکھا کرتے تھے۔ میرا ارادہ تھا کہ مدینۂ رسولؐ میں آپ ﷺ کی اس سنت پر عمل کی کوشش کروں گا، مگر یہ ممکن نہ ہو سکا اور اس سنت کی نیت دل ہی میں رہ گئی... لیکن جمعرات کے روزے کا ارادہ مصمّم تھا، چناں چہ رات کو سحری کا انتظام کر لیا گیا۔ حسنِ اتفاق کہ اس رات "لَيلَةُ النِّصفِ مِن شَعبَان" تھی۔ اسی رات رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ جنت البقیع تشریف لے گئے تھے۔ میرے والد نے کہا تھا: "اگر تمھیں یہ موقع ملے تو تم بھی ضرور جنت البقیع جانا، لیکن یہ قبرستان عامۃ الناس کے لیے صرف فجر اور عصر کے بعد کھولا جاتا تھا، چناں چہ میں رات میں تو نہ جا سکا، البتہ صبح فجر کے بعد جا پہنچا۔ زیارتوں میں بھی یہ اہم مقام ابھی باقی تھا۔

جنت البقیع: جنت البقیع روضۂ طیبہ کی جانب گیٹ نمبر 37 کے ساتھ واقع ہے۔ میں پچھلے روز چند منٹ کے لیے یہاں آیا تھا، مگر کسی سبب فوراً ہی واپس جانا پڑ گیا۔ ان چند منٹوں میں سب سے پہلے میں حضرت عثمانؓ کی قبر مبارک کو تلاش کرتا ہوا اس طرف جا پہنچا تھا، جہاں ایک چوکور احاطے میں ایک قبر باقی میدانِ بقیع کے مقابلے میں اونچائی پر بنی ہوئی تھی اور وہاں لوگوں کی بھیڑ بھی تھی۔ دل نے کہا حضرت عثمانؓ یہیں ہیں۔ ایک آدمی سے پوچھا تو اس نے تصدیق کی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ آپؓ کی قبر جالی کے اندر ہوگی، مگر ایسا نہیں تھا۔ وہاں پر مقامی پولیس اور سادہ لباس والے پہرے دار کھڑے ہوئے تھے۔ یہ قبر موجودہ قبرستان کے درمیان والی جگہ میں واقع ہے۔ آپؓ کی مظلوم شہادت یاد آنے لگی۔ اللہ رب العزت! حضرت ذوالنورینؓ کی قبر مبارک کو نور سے بھر دے اور آپؓ کو جزائے خیرِ عظیم نصیب فرمائے۔ میں نے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کیا اور آگے بڑھ گیا۔ اب میرے سامنے کے رخ پر گنبدِ اخضر تھا اور حضرت عثمانؓ کی قبر، جو اونچی بنی ہوئی ہے، وہ درمیان میں تھی۔ آپؓ کی قبر مبارک کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ روضۂ طیبہ کی عین سیدھ میں ہے۔

میں نے جیب سے موبائل نکالا اور نیٹ کے ذریعے جنت البقیع میں قبور کی نشان دہی کے لیے تلاش شروع کر دی۔ تین چار نقشے نکل کر سامنے آ گئے۔ میں نے اچھی طرح ان کا جائزہ لیا اور پھر ان نشانیوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے چل پڑا۔ نقشوں کے مطابق قبور کے احاطے آتے گئے، جن میں اللہ کے رسول ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہؓ، دخترانِ نبی علیہ السلام، حضرت زینب و رقیہ و امّ کلثوم رضی اللہ عنھن، حضور ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیمؓ، آپ ﷺ کی پھوپھیاں حضرت عاتکہ و صفیّہ رضی اللہ عنہما، حضرت ابو سعید خدری و سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما، حضرت امام مالک و امام نافع رحمہما اللہ کی قبور کے احاطے ہیں، جب کہ شہدائے اُحد ایک بڑے احاطے میں مدفون ہیں۔

داخلی دروازے کے دائیں طرف جالی لگا کر وہاں کی رسائی مسدود کر دی گئی ہے۔ اس میں عمِّ رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق رحمہم اللہ کی قبور ہیں۔ ایک قبر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے، جس کے بارے میں دو آراء ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کی محبوب دختر حضرت فاطمہؓ ہیں اور دوسری یہ کہ حضرت علیؓ کی والدہ حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد ہیں۔ ان سے آگے کی جانب حضرت خدیجہ و میمونہ رضی اللہ عنہما کے سوا بقیہ امّہات المومنین کی قبور نقشوں کے مطابق ایک احاطے میں تھیں۔ لیکن یہ احاطہ مجھے نظر نہ آ سکا۔ اس مقام کو عام قبور کی طرح کر دیا گیا ہے، جس کے باعث شناخت مشکل ہے۔ اس سے ہٹ کر جنت البقیع 10 ہزار سے زائد اصحابِ رسول ﷺ کی آخری آرام گاہ ہے۔

میں نے اس دنیائے فانی میں آنے والی ان لافانی ہستیوں کو ایصالِ ثواب کیا، جن کے اخلاص، جرات و شجاعت اور قربانیوں کی داستانیں اسلامی تاریخ کی پیشانی کا زیور ہیں اور پھر اپنے لیے ان کا سچا پیروکار بن کر ہدایت یافتہ ہونے کی دعا مانگی۔ یہ سوچتا ہوا میں وہاں سے باہر نکل آیا کہ کاش! اس قبرستان کا دفن مجھے بھی نصیب ہو۔ آمین! (جاری ہے)

NEW
Zaiby Jewellers
CLIFTON

Get ready to explore the wide range of creativity and style with our Bridal, Gold & Diamond Jewellery collection, that enhances your grace and beauty.

PURE & AUTHENTIC

A trusted name in jewellery **since 1974**

newzaibyjewellers@gmail.com

021 35835455, 35835488 S-11, Yousuf Grand Square, Block 8, Clifton, Karachi newzaibyjewellers

تمہیں آنا پڑے گا

دن ہونے کے باوجود رات کی طرح سیاہ گہرا اندھیرا زمین پر بچھے جا رہا تھا۔ سرمئی کالے بادل ایک دوسرے کی جانب سرکڑ رہے تھے، سڑکیں ویران اور سنسان تھیں۔ وہ بغل میں چھاتا دبائے سر پر سفید ٹوپی اوڑھے تیز تیز قدموں سے چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب خوف طاری تھا، جیسے کوئی خطرناک شے اس کا پیچھا کر رہی ہو۔ لبوں کو ہلاتا، مڑ مڑ کر دیکھتا احمد اپنے خیالوں میں مگن چلا جا رہا تھا۔ آنکھوں کے ڈورے سرخ ہو چکے تھے، گویا نگاہوں کے پیالے چھلکنے کو بے چین ہوں۔ اسے پھر اس شخصیت کی باتیں یاد آنے لگیں، جن کے بارے میں مسجد کے امام صاحب جمعے کو اپنے خطبے میں بیان کرتے تھے۔ وہ جو کھانے سے پہلے ہاتھ دھویا کرتے تھے، چھینک آتی تو رومال یا کسی کپڑے سے منہ ڈھانپ لیا کرتے تھے، قدم قدم پر دُعائیں مانگا اور سکھایا کرتے تھے۔ احمد اپنے خیالوں میں اس قدر مستغرق تھا، اسے لگنے لگا جیسے وہ امام صاحب کے سامنے بیٹھا خطبہ سن رہا ہو۔ اس کے کانوں میں امام صاحب کی باتیں اب بھی صاف صاف سنائی دے رہی تھیں۔ یہ وہ کان تھے، جو چند دن پہلے موسیقی کے نشے میں مدہوش تھے۔ اور بہنے کو تیار ہراساں یہ وہی آنکھیں تھیں، جو بڑی اسکرین پر ون ڈے کرکٹ کی شیدائی تھیں اور پھر وہی مسجد کے امام اور ان کی باتیں خیالوں کے سوراخوں سے داخل ہوتی ہوئیں دل کی ویران گلیوں میں گونجنے لگیں، وہ جو ہر وقت مغموم و متفکر رہا کرتے تھے، تمہارے لیے وہ جس نے اپنی آخری سانس تک تمہیں یاد رکھا وہ عرش پر بھی تمہیں نہیں بھولے۔ وہ کہ جس کی ہر دعا میں تمہارا نام تھا۔ احمد یک دم چونکا میرا نام؟؟؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام جانتے تھے؟؟ احمد اب تک خیالوں کی وادی میں گم تھا، وہیں امام صاحب کے پاس بالکل منبر کے سیدھ میں متجسس دل تھامے اپنے سوال کے جواب اور امام صاحب کی اگلی بات سننے کو بے تاب، منتظر نگاہوں سے امام صاحب کو گھورتا ہوا۔ ہاں ہاں میں سچ کہتا ہوں تمہارا نام جو وہ کبھی نا بھولے۔ امام صاحب کی بلند چیخیں احمد کو جھنجھوڑ کر گویا ہوئیں۔

نہ عرش پر نہ فرش پر نہ حیات میں نہ ممات میں
وہ تمہیں یاد کرتا رہا اپنی دعاؤں کی ہر سانس میں
یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ

احمد کے تیز قدم بوجھل ہو گئے اور وہ ہانپتا کانپتا وہیں ٹھہر گیا۔ پھر اچانک پیچھے سے کسی نے آواز دی "او بھائی!! کہاں جا رہے ہو؟" احمد اس کی آواز سن کر ہوش میں آیا۔ لڑکھڑاتے مضطرب لہجے نے بس اتنا کہا: "مم میں مسجد!!" اس آواز دینے والے شخص نے کہا: "مسجد تو بند ہے، تم کون سی دنیا سے آئے ہو؟ پتا نہیں، ملک بھر میں کتنی تباہی اور وبا پھیلی ہوئی ہے، اپنی جان کی پروا نہیں تو دوسروں کو پریشان تو نہ کرو جاؤ، جا کر گھر میں بیٹھو۔" احمد نے پلٹ کر جو دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں، مسجد کے دروازے پر واقعی تالا لگا تھا۔

اور پھر وہی امام صاحب کی باتیں: "مسجدیں اللہ کا گھر اور اس کی محبوب جگہیں ہیں، بھئی مسجدیں کھلی ہیں، دنیا سے نکل کر اندر آجاؤ پتا نہیں، دنیا بھر میں فتنوں کی وبا پھیلی ہے۔ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں اوروں کی نہیں احمد تم اپنی جان ہی کی پروا کر لو! مسجد میں بیٹھو، کچھ وقت اللہ کو دے دو۔"

احمد کو اس شخص کی بات میں امام صاحب کی بات کا عکس نظر آرہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور مسجد کے دروازے کے سامنے گھٹنوں کے بل گر گیا۔ وہی احمد جو نگاہیں چراتا امام صاحب کے سامنے سے نکل جاتا تھا کہ کہیں سلام نہ کرنا پڑے۔ جو مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکل جایا کرتا تھا۔ وہی احمد آج سلام کرنے کو ترس رہا ہے مگر نہ امام صاحب ہیں نہ مسجد کا کوئی گوشہ جو اسے پناہ دے۔

ہلکی ہلکی بوندیں شروع ہو گئی تھیں، بارش ہونے والی تھی کہ احمد اٹھا اور آنسوؤں کو آستین کے سہارے پونچھتا ہوا گھر کی جانب چل دیا۔ کمرے کی کنڈی لگا کر نوافل ادا کرتا رہا مگر پیاس تھی کہ بجھتی ہی نہ تھی، نہ ہی مسجد کے ٹھنڈے فرش جیسا لطف تھا، نہ ہی امام صاحب کی اقتدا جیسی لذت تھی۔

یہ وہ تھا جو جھانک جھانک کر دعا ختم ہونے کا منتظر رہتا تھا۔ آج نہ آمین تھی نہ امام صاحب! اللہ، اللہ اللہ۔۔۔!! یہ سب کیا ہو گیا؟ کیسے ہو گیا؟ احمد اپنے قابو میں نہ رہا اور آسمان کے ساتھ اسی کے مشابہ جذبات و ندامت کے سمندر میں بہتا چلا گیا۔

"یارب! مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تو احمد سے روٹھ گیا ہے اور تو نے اسے اپنی محبوب ترین جگہوں سے نکال کر قید خانے میں بند کر دیا ہے اور ایسا لگ رہا ہے جیسے تو کہہ رہا ہو: مجھے تمہاری عبادت کی قطعاً ضرورت نہیں۔ مجھے لگ رہا ہے جیسے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقدری کرنے کی وجہ سے آج تو نے ہم پر اس وبا کو مسلط کر دیا ہو۔ آہ! کیا وہ ذات جس نے بطنِ مادر میں میری تخلیق کی اور مجھے اکیلا نہ کیا آج احمد کو تیری ضرورت ہے، اسی وقت کی طرح، جب میں ادھورا تھا اور تو

بقیہ ص 15 پر

صدقے کی برکت

عظمی شمیم

اچانک میری قبر میں پھر وہ ہی روشنی آئی، جو اس سے پہلے میں دیکھ چکا تھا۔یعنی سورۃ الملک کی۔ سورۃ الملک نے کہا: ”تمہارے لیے دو خوشخبریاں ہیں۔“میں نے اشتیاق کے ساتھ فوراً کہا: ”کیا ہیں؟“اس نے کہا: ”تمہارے دوست نے اللہ کی رضا کے لیے تمہارا قرض معاف کر دیا ہے“۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، مجھے پتا تھا کہ میری گرمی کم ہو جائے گی، وجہ شاید یہی تھی، میں نے کہا: ”دوسری بشارت کیا ہے؟“اس نے کہا: ”میں نے اللہ سے بہت درخواستیں کیں لیکن انسانوں کے حقوق وہ معاف نہیں کرتا۔البتہ اس نے ایک فرشتہ بھیج دیا جو تیرے رشتے داروں میں سے کسی کو خواب میں آئے گا تاکہ وہ تمہارے قرضوں کے متعلق سمجھائیں۔“پھر اس نے پوچھا: ”تمہارے خیال میں کون بہتر ہے؟ جس کے خواب میں فرشتہ کسی شکل میں آئے اور پھر وہ اس کو سچا سمجھ کر قرض ادا کرے۔ میں نے تمام رشتے داروں کے متعلق سوچا اور جو بندہ مجھے بہتر لگا وہ میری بیوی تھی۔کیوں کہ وہ ہمیشہ خوابوں کو اہمیت دیا کرتی تھی۔ میں نے کہا:“میری بیوی اگر مجھے خواب میں دیکھ لے تو ہو سکتا ہے وہ اس کی تعبیر سمجھ جائے۔”سورۃ الملک نے کہا:“ میں متعلقہ فرشتے کو اطلاع دیتی ہوں اور اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ آپ کی مشکل آسان کر دے۔اس کے بعد سورۃ الملک چلی گئی اور میری قبر میں بدستور روشنی باقی تھی جو میرے والد کی دعا کی برکت سے آئی تھی اور میں انتظار کرتا رہا جیسے کہ جیل کے اندر ہوں۔مجھے وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا کیوں کہ یہاں گھڑی نہیں تھی نہ نماز، نہ کھانا پینا، نہ کوئی

مصروفیات۔ دعائیں مانگنا اور ذکر و

اذکار بھی

بے کار۔ بعض اوقات لوگوں کے قدموں کی آوازیں سن لیتا اور اندازہ کر لیتا کہ شاید کسی کا جنازہ ہے۔ بعض اوقات لوگوں کے ہنسنے کی آوازیں آجاتی تھیں تو مجھے تعجب ہوتا تھا کہ ان کو اندازہ نہیں ہے کہ ہم کس صورت حال سے دوچار ہیں۔ کافی وقت گزرنے کے بعد اچانک میرے جسم کی گرمی بڑھنی شروع ہوئی اور میں چیخنے لگا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے میں ایک تندور کے اندر ہوں۔ میرے خوف میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا لیکن پھر اچانک گرمی کم ہونا شروع ہو گئی۔یہاں تک کہ بالکل غائب ہو گئی سمجھ میں نہیں آرہا تھا ایسا کیوں ہو جاتا ہے۔اس کے بعد پھر سورۃ الملک کی روشنی آگئی اور مجھے کہا تمہیں مبارک ہو۔ میں نے کہا وہ کیسے ؟اس نے کہا خوابوں کا فرشتہ تمہاری بیوی کے خواب میں آیا اور تمہاری بیوی نے خواب میں تمہیں ایک سیڑھی پر چڑھتے دیکھا اور دیکھا

کہ سات سیڑھیاں باقی ہیں اور تم پریشان کھڑے ہو کیوں کہ آگے نہیں چڑھ سکتے۔ پھر وہ فجر کی نماز سے پہلے اُٹھی اور تمہاری یاد میں روئی اور صبح ہوتے ہی ایک خاتون سے رابطہ کیا، جو خوابوں کی تعبیر جانتی تھی اور اسے اپنا خواب سنایا۔ پھر تیری بیوی نے ایک بزرگ کی اہلیہ سے رابطہ کیا اور اسے ساری حقیقت بتائی تاکہ وہ بزرگ سے تعبیر پوچھ لے۔ چناں چہ بزرگ نے کہا کہ میت کی طرف سے صدقہ کر دے۔ ہو سکتا ہے حق تعالیٰ اسے قبول کر کے میت کا عذاب ہٹا دے۔ تیری بیوی کے پاس سونا تھا، جس کی قیمت چار ہزار ریال تھی۔اس نے وہ سونا تیرے والد کو دیا اور تیرے والد نے اس کے ساتھ کچھ رقم مزید لگا کر صدقہ کر دیا اور یوں تیرا مسئلہ حل ہو گیا۔ میں نے کہا: ”اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس وقت کوئی تکلیف نہیں ہے اور یہ سب کچھ رب تعالیٰ کے فضل اور تیرے تعاون سے ہوا۔“سورۃ الملک نے کہا اب اعمال والے فرشتے تمہارے پاس آئیں گے ۔ میں نے پوچھا: ”کیا اس کے بعد بھی میرے لیے خطرہ ہے؟اس نے کہا سفر بہت لمبا ہے ہو سکتا ہے اس میں کئی سال لگ جائیں لہٰذا اس کے لیے تیار رہو۔ کئی سال والے جواب نے میری پریشانی میں اضافہ کر دیا۔ سورۃ الملک نے کہا بہت سارے لوگ صرف اس وجہ سے قبروں میں عذاب جھیل رہے ہیں کہ وہ بعض باتوں کو معمولی سمجھتے تھے جب کہ اللہ کے نزدیک وہ معمولی باتیں نہیں تھیں۔ میں نے کہا: مثلاً کون سے اعمال؟ اس نے کہا: بہت سارے لوگوں پر قبروں میں اس لیے عذاب ہے کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتے تھے اور گندگی کی حالت میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے۔اس طرح چغلی، چوری، سود اور یتیم کا مال ہڑپ کرنے کی وجہ سے بہت سارے لوگوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: ”کچھ لوگوں پر عذاب قبر اس لیے ہے تاکہ قیامت آنے سے پہلے ان کا

کھاتا صاف ہو جائے اور کچھ لوگوں پر قیامت تک عذاب رہے گا اور پھر جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچنے کی کوئی سبیل ہے؟ سورۃ الملک نے کہا: ”عمل تو تمہارا منقطع ہو چکا ہے۔ البتہ تین کام ایسے ہیں جو تمہیں اب بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔“میں نے پوچھا: ”وہ کیا ہیں؟“اس نے کہا: ”اہل و عیال کی دعا اور نیک عمل اس کے علاوہ کوئی کام اگر تم نے دنیا میں کیا ہے۔ جو انسانوں کے لیے نفع بخش ہو۔ مثلاً مسجد کی تعمیر۔ تو اس سے تم مرنے کے بعد بھی مستفید ہو گے۔ اس طرح اگر علم کی نشر و اشاعت میں تم نے حصہ لیا ہو تو وہ بھی تمہارے لیے نفع بخش ہے۔“میں نے کہا: ”میں کتنا بدبخت ہوں کہ دنیا میں کتنے عمل کے مواقع تھے، جن سے میں نے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا اور آج بے یار و مددگار قبر میں پڑا ہوں۔“سورۃ الملک نے کہا: ”مردہ لوگوں کی نیکیاں عام طور پر شروع کے دنوں میں بہت ہوتی ہیں لیکن اس کے بعد رفتہ رفتہ کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔“

(بقیہ آئندہ شمارے میں)

مسائل پوچھیں اور سیکھیں

مفتی محمد توحید

وحدۃ الوجود کا مطلب

سوال: وحدۃ الوجود کا کیا مطلب ہے اور یہ عقیدہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: وحدۃ الوجود کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے، اس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے۔ ایک تو اس لیے کہ وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا، دوسرے اس لیے کہ ہر شے اپنے وجود میں ذاتِ باری تعالیٰ کی محتاج ہے، لہٰذا جتنی اشیاء ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں، انہیں اگرچہ وجود حاصل ہے، لیکن اللہ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں، اس لیے وہ کالعدم (نہ ہونے کے برابر) ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج کے موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے، وہ اگرچہ موجود ہیں، لیکن سورج کا وجود ان پر اس طرح غالب ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا۔

اسی طرح جس شخص کو اللہ نے حقیقت شناس نگاہ دی ہو وہ جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرتا ہے تو تمام وجود اسے ہیچ، ماند، بلکہ کالعدم نظر آتے ہیں، بقول حضرت مجذوبؒ:

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تُو (اللہ) مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

"وحدۃ الوجود" کا یہ مطلب صاف، واضح اور درست ہے، اس سے آگے اس کی جو فلسفیانہ تعبیرات کی گئی ہیں، وہ بڑی خطرناک ہیں، اور اگر اس میں غلو ہو جائے تو اس عقیدے کی سرحدیں کفر تک سے جا ملتی ہیں، اس لیے ایک مسلمان کو بس سیدھا سادا یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود اللہ تعالیٰ کا ہے، باقی ہر وجود نامکمل اور فانی ہے۔

نماز کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم

سوال: نماز کے بعد لوگ جو مصافحہ کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے بعد مصافحے کو جس طرح لازم اور نماز کا جز سمجھ لیا گیا ہے، وہ بدعت اور واجب الترک ہے۔ ہاں کسی آدمی سے اسی وقت ملاقات ہوئی تو ملاقات کے مصافحے کی نیت سے مصافحہ کر لیں، نماز کے بعد کی نیت سے نہیں۔

نکاح کے وقت دلہا کا سہرا باندھنا

سوال: نکاح سے پہلے دلہا کے سر پر سہرا باندھنا کسی روایت سے ثابت ہے؟

جواب: سہرا باندھنا ہندوانہ رسم ہے، مسلمانوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

بعض شرعی احکام کی مصلحتیں

(غیر مسلموں کی جانب سے چند اعتراضات کا جواب درکار ہے، امید ہے کہ آپ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے)

1. اسلام میں کثیر الازدوجی (Poly Gamy) کی اجازت کیوں ہے؟ اور (Poly Andry) کیوں ممنوع ہے؟ اگر اولاد کی شناخت کا مسئلہ ہے تو یہ خون کے ایک سادہ سے ٹیسٹ سے حل ہو جاتا ہے۔
2. اسلام میں خنزیر کیوں حرام ہے؟ اس کی اخلاقی و طبّی وجوہ ارشاد فرمائیں اور یہ ثابت فرمائیے کہ اس کا گوشت کیوں مضر ہے؟
3. اسلام سے پہلے شراب پی جاتی تھی، یہ کیوں ممنوع نہ تھی؟
4. اگر کوئی اپنی بیوی کو غصے، غلط فہمی یا شدید مجبوری کی حالت میں طلاق دے دے

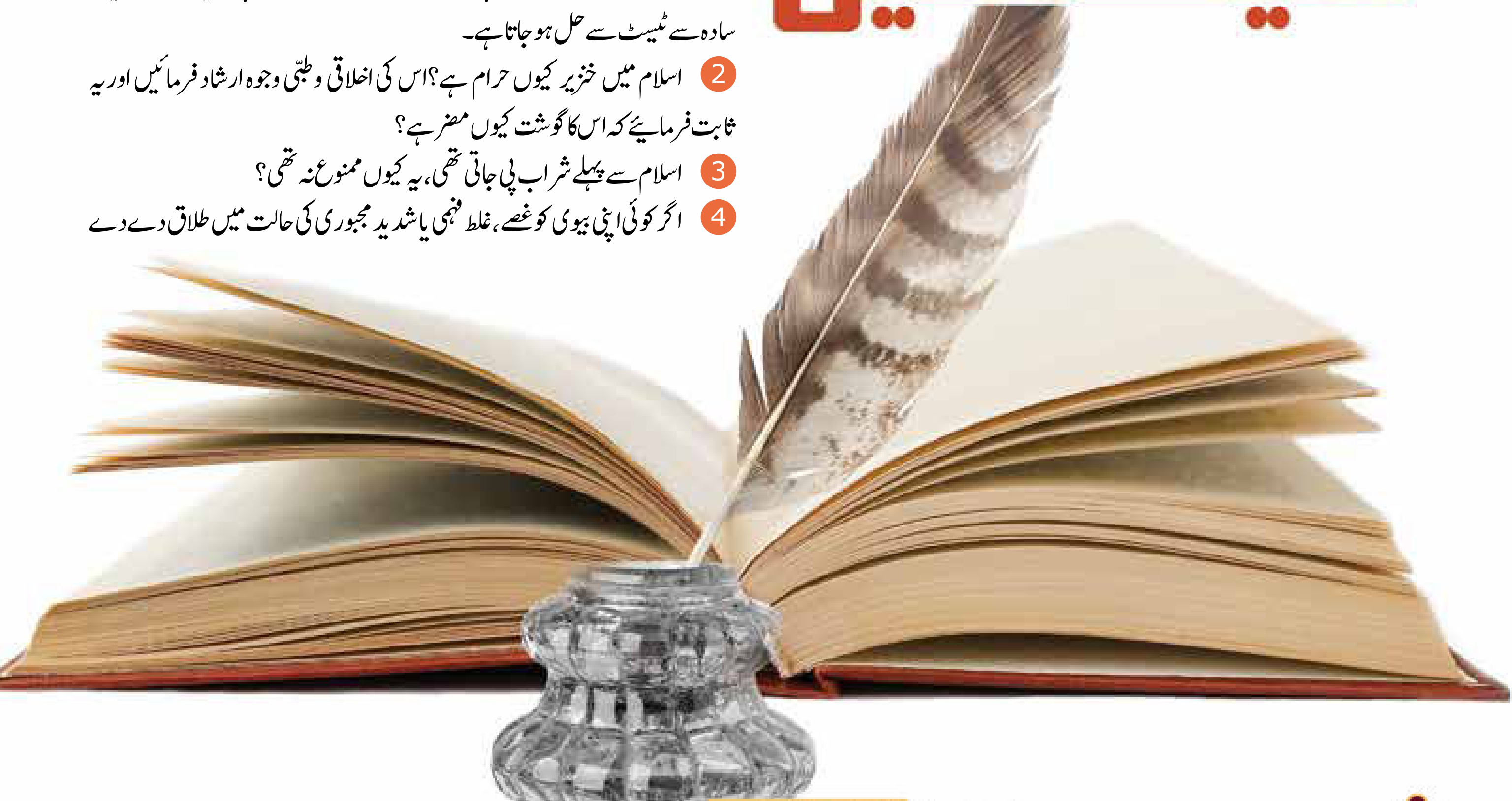

اوردوبارہ اس سے شادی کرنا چاہے تو مرد کی اس غلطی کی سزا اس بے چاری بے گناہ مظلومہ عورت کو حلالہ کی صورت میں کیوں دی جاتی ہے؟ کرے کوئی، بھرے کوئی!

5 اسلام میں (معاذاللہ) عورت کو کم تر مخلوق کیوں تصور کیا جاتا ہے؟ مثلاً: جائیداد میں آدھا حصہ، آدھی گواہی، عقیقے میں آدھی قربانی، طلاق کا حق نہ ہونا، اگر خلع لینا ہو تو اپنے حق مہر سے دستبردار ہونا پڑے، وغیرہ وغیرہ۔

جواب: آپ کے سوالات کے جواب سے پہلے دو اصولی باتیں عرض ہیں:

1 غیر مسلموں سے جب کبھی اسلام کے بارے میں گفتگو کی نوبت آئے تو گفتگو ہمیشہ اصولِ اسلام پر ہونی چاہیے، جزوی احکام پر نہیں، کیوں کہ تمام جزوی احکام دراصل اصولوں پر مبنی ہیں۔ جب تک انسان ان اصولوں کا قائل نہ ہو، جزوی احکام کی حکمتیں ٹھیک ٹھیک سمجھ میں نہیں آسکتیں اور ایک کے بعد دوسرے حکم پر اعتراض کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

2 اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمتوں سے خالی نہیں ہے، لیکن ضروری نہیں ہے کہ ہر حکم کی مصلحت مکمل طور پر انسان کی سمجھ میں آجائے۔ اگر ہر حکم کی مصلحت انسان کی سمجھ میں آجاتی تو اللہ تعالیٰ کو وحی کے ذریعے احکام عطا فرمانے کی ضرورت نہ تھی، صرف اتنا کہہ دیا جاتا کہ مصلحت اور حکمت کے مطابق عقل سے کام لے کر عمل کرو۔ شریعت کے احکام تو آتے ہی عموماً اس جگہ پر ہیں جہاں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر اس معاملے کو صرف انسانی عقل کے حوالے کیا گیا تو وہاں ٹھوکر کھائے گا، لہٰذا اگر کسی حکم کی پوری مصلحت سمجھ میں نہ آئے تو اس حکم سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ دیکھیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو، بظاہر اس حکم میں کوئی مصلحت نہ تھی، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصلحت نہیں پوچھی، فوراً عمل کرنے پر تیار ہوگئے۔ جب اللہ تعالیٰ کو حکیم مطلق اور اپنا پروردگار مان لیا تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کو بجالائے اور حکمت و مصلحت کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اگر آپ ایک ملازم رکھیں اور جب آپ اسے کسی کام کا حکم دیں تو وہ پہلے آپ سے اس کی مصلحت بتانے کا مطالبہ کرے تو کیا وہ ملازم وفادار سمجھا جائے گا یا برطرف کرنے کا مستحق ہوگا؟ جب ایک ملازم کا یہ حال ہے تو بندے کا معاملہ اپنے مالک کے ساتھ خود سوچ لیجیے، لہٰذا اصل تو یہ ہے کہ شرعی احکام کی مصلحتوں کے زیادہ درپے ہونا نہیں چاہیے، تاہم بہت سے شرعی احکام کی کچھ مصلحتیں انسان کو سمجھ میں آجاتی ہیں۔ حضرت مولانا تھانویؒ کی کتاب "اسلام عقل کی نظر میں" انھی مصلحتوں کو بیان کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ کبھی اس کا مطالعہ فرمالیں۔ اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کا مختصر جواب حاضر ہے:

1 مردوں کو چار شادیوں کی اجازت کیوں؟

یہ ایک حیاتیاتی حقیقت ہے کہ اگر ایک مرد چار عورتوں کے پاس جائے تو چاروں کو حاملہ بناسکتا ہے، لیکن ایک عورت چار مردوں کے پاس جائے تو وہ ایک ہی سے حاملہ ہوگی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فطرت کے لحاظ سے عورت یک زوجی کے لیے پیدا کی گئی ہے نہ کہ مرد، اس کے علاوہ مرد پر ایسا کوئی زمانہ معمولاً نہیں آتا جب وہ جنسی تعلق کے قابل نہ ہو، لیکن عورت پر حیض و نفاس اور حمل کے ایام میں ایسے دور باقاعدہ آتے ہیں جب وہ جنسی تعلق کے قابل نہیں ہوتی، لہٰذا مرد کو جنسی تسکین کے لیے زیادہ کی ضرورت ہو سکتی ہے، عورت کو اس کی ضرورت نہیں۔

2 خنزیر کیوں حرام ہے؟

خنزیر کے طبّی نقصانات سینکڑوں اطباء اور ڈاکٹروں نے بیان کیے ہیں اور اخلاقی نقصان یہ ہے کہ اس سے قوتِ بہیمیہ (جانوروں کی طرح بے حیائی کا اثر) میں اضافہ ہوتا ہے، جس کا مشاہدہ آپ دن رات مغرب میں کرتے ہیں۔

3 شراب نوشی ایک دم سے کیوں حرام نہیں ہوئی؟

اسلام کے احکام بتدریج آئے ہیں، ایک دم سارے احکام آجاتے تو عمل مشکل ہوتا، اس لیے رفتہ رفتہ کرکے بری عادتیں چھڑالی گئیں۔

4 حلالہ کیوں؟

یہ خیال غلط ہے کہ "حلالہ" کوئی تدبیر ہے جس پر عورت کو مجبور کیا جارہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کی مقرر کی ہوئی تمام حدود کو پامال کرکے تینوں طلاقیں دے دیں، وہ اب اس لائق نہیں کہ ایک شریف عورت اس کے پاس رہے، لہٰذا حکم یہ ہے کہ اب اس سے نکاح نہ کرو، کوئی اور شوہر تلاش کرو، ہاں! اگر اس شوہر سے بھی نبھاؤ نہ ہو اور وہ از خود طلاق دے دے تو اس صورت میں امید ہے کہ پہلا شوہر کچھ سبق حاصل کرچکا ہوگا، اس لیے اگر اب اس سے نکاح کرنے پر بیوی رضامند ہو تو اس کی اجازت دے دی گئی ہے اور یہ جو محض حیلے کے طور پر حلالہ کیا جاتا ہے وہ شریعت کے منشا کے خلاف ہے۔

5 کیا عورت کم تر مخلوق ہے؟

عورت ہرگز کم تر مخلوق نہیں، البتہ مرد کے مقابلے میں کمزور ضرور ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے، اس لیے کسبِ معاش کی ذمہ داری اس پر نہیں ڈالی گئی، اس کی کمزوری اور بعض دوسری نفسیات کے پیشِ نظر مرد کو اس کے کسبِ معاش کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، اور جب وہ کسبِ معاش کی ذمہ دار نہیں تو جائیداد میں بھی اس کا حصہ آدھا اور کسبِ معاش کے ذمہ دار کا حصہ پورا ہے۔ (اسلام کے سوا کسی مذہب میں تو آدھا حصہ بھی نہیں ہے)

یہ تمام موضوعات تفصیل طلب ہیں اور ایک نشست میں ساری بات کو سمیٹنا ممکن نہیں ہے، اس لیے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی کتاب ''مسلمان عورت'' کا مطالعہ فرمالیں۔

بقیہ تمہیں آنا پڑے گا

نے مجھے پورا کیا۔ مولیٰ کریم مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ مر جاؤں گا مگر شرمندہ ہوں کہ اتنی زندگی غفلت میں گزار دی یہاں تک کہ ایک وبا نے جھنجھوڑا۔۔۔ اے کاش تیرے غیبی نظام پر اتنا ہی یقین کرلیتا جتنا کہ سائنس کی اَن دیکھی ٹیکنالوجی پر کرتا رہا۔۔۔ آہ! کہ یارب اب تیرے سوا نہ کوئی جائے پناہ ہے نہ نکلنے کی راہ۔۔۔ مجھے معاف کردے مجھے معاف کردے مجھے معاف کردے۔"

گڑگڑاتے احمد کے لرزتے آنسو کی بوند بوند میں تپش تھی۔ جو کسی کی پروا نہیں کرتا تھا آج اسے پوری انسانیت کی فکر تھی۔۔۔ اور پچھلی تمام تر جدائیاں اس اِک پل میں قریب ہو رہی تھیں۔

یہ وہی احمد ہے، جو کبھی خشوع کے ساتھ مسجد نہیں آیا۔ اب خضوع کی کیفیت لیے رب کے حضور تڑپ رہا تھا۔ مصائب کی بیڑیوں میں جکڑا احمد اپنے رب کے حضور قیدی بنا کر لایا گیا تھا۔۔۔

بے شک وہ رب بندوں کو یوں دور نہیں چھوڑتا اور اس دوری کو مٹانے کے لیے۔۔۔۔۔!! طوعاً نہیں تو کرہاً تمہیں آنا پڑے گا۔۔۔!!!

میتھی

قوت بخش غذا جو ہماری اچھی محافظ بھی ہے

حکیم شمیم احمد

تعارف

میتھی کو عربی میں حلبہ، انگریزی میں Fenugreek کہتے ہیں اور اس کا نباتاتی نام Trigonella Foenum-graecum ہے۔

جب کھانوں کی ضمن میں بگھار اور خوشبو کا ذکر چھیڑ دیا جائے تو پھر میتھی کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ کتنے ہی کھانے ایسے ہیں جنہیں خشک یا تازہ میتھی کے پتوں سے خوشبودار کیا جاتا ہے۔ کبھی یہ قیمے میں ملا کر پکاتے ہیں اور کبھی دال میں۔ کبھی ان کے بیجوں سے مچھلی کے مسالے کو بگھارا جاتا ہے اور کہیں یہ آم کے اچار کو خوش ذائقہ وخوشبودار کر رہے ہوتے ہیں۔

میتھی میں فولادی طاقت

سردی شروع ہوتے ہی میتھی کی کاشت شروع کردی جاتی ہے اور ان کے پتے کاٹ کاٹ کر بطور سبزی فروخت کیے جاتے ہیں۔ آخر میں اس میں پھول آکر دو سینٹی میٹر لمبی پھلیاں پیدا ہو جاتی ہیں، جن کے اندر سے سرخی مائل زرد بیج نکل آتے ہیں یہ بیج بھی خوشبودار ہوتے ہیں۔ انھیں پانی میں بھگونے سے لعاب پیدا ہوتا ہے۔

میتھی میں پائے جانے والے اہم غذائی اجزا کا تو اندازہ ہو ہی جاتا ہے کہ اس میں ہماری جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کی کس قدر اہلیت موجود ہے، ساتھ ہی اس میں فولاد کی مقدار پالک کے مقابلے میں حیرت انگیز طور پر بڑھی ہوئی ہے جبکہ خون کی کمی کے مریضوں کو معالجین جب بھی مشورہ دیتے ہیں تو پالک ہی کا نام سامنے آتا ہے۔ بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ اس میں فولاد کی مقدار زیادہ ہے، بلکہ میتھی میں فولاد کی ایک ایسی نامیاتی قسم بھی پائی جاتی ہے جو آنتوں میں بے چینی یا قبض پیدا کیئے بغیر خون میں جذب ہو کر خون کی کمی کو رفع کر دیتی ہے۔ میتھی میں لعاب دار مادے بھی موجود ہیں جو آنتوں اور پیشاب کے راستوں پر استر کرکے ان کی جلن اور سوزش کو رفع کر دیتے ہیں۔ میتھی پیشاب آور ہے اس لیے گردوں کی سوزش کو کم کر دیتی ہے۔

میتھی کے بیج

چار چمچ میتھی کے بیجوں کو ایک گلاس پانی میں ابال کر کاڑا بنا کر یا اسے دودھ میں ابال کر صبح دوپہر شام پینے سے خونی دستوں اور خونی بواسیر میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔

چھ گرام میتھی کے بیج اور بیس گرام گڑھ کو پانی میں ابال کر پینے سے گٹھیا میں بہت فائدہ ہوتا ہے۔

میتھی کا جادو۔۔۔۔ذیابطیس کا فور

میتھی باریک پیس کر ایک گلاس پانی میں بھگو کر رکھ دیجیے، اسے بارہ گھنٹے بعد چھان کر پی لیں، اس طرح چھ ہفتے تک ہر روز صبح وشام دو مرتبہ پینے سے ذیابطیس کا مرض نہیں رہتا۔ میتھی کے ہرے پتے کھانے سے اور بھی فائدہ ہوتا ہے۔

نسخہ: کلونجی 50 گرام   تخم کاسنی 25 گرام   تخم میتھی 25 گرام

باریک سفوف بنا کر رکھ لیا جائے اور ایک ایک چائے کا چمچہ صبح نہار منہ اور رات سوتے وقت پانی سے نوش کیا جائے۔

میتھی مرہم

میتھی مرہم داخلیون کا بھی ایک خاص جزو ہے جو کہ ورم کو گھلانے کے لیے استعمال کرایا جاتا ہے۔ چہرے پر داغ دھبے دور کرنے کے لیے میتھی کے بیج پیس کر ملنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس کا لعاب آنکھوں کے امراض مثلاً آشوب چشم اور دمعہ (آنکھوں سے متواتر آنسوں بہتے رہنا) میں لگایا جاتا ہے۔

میتھی کے بیجوں کا پاؤڈر

ایک سے تین گرام میتھی کے بیجوں کے پاؤڈر کو صبح دوپہر اور شام نمک کے ساتھ کھانے سے مرض غوطر (Goitre) میں بہت افاقہ ہوتا ہے۔ چھ گرام میتھی کے بیجوں کو پانی میں دھو کر سکھا لیجیے، پھر انھیں پیس کر شہد میں ملا کر چند روز تک لگاتار رات کو چاٹیں۔ ایسا کرنے سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔

میتھی...... افزائشِ لبن کا باعث ہے

اطبا میتھی کو مقوی غذا کے طور پر استعمال کراتے ہیں۔ اسے ایسی خواتین کو دیا جاتا ہے جن کا دودھ ان کے شیر خوار بچے کے لیے ناکافی ثابت ہو رہا ہو۔ کیمیاوی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ قدرت نے میتھی میں لحمیات اور امینو ترشوں کا تناسب کچھ اس طرح سے رکھا ہے کہ یہ دودھ سے بہت قریب ہو گئے ہیں۔ دودھ پلانے والی ماؤں کے دودھ کی مقدار میں اضافے کی غرض سے میتھی کے بیجوں کا سفوف 6 گرام کی مقدار میں ایک پیالی دودھ ملا کر شکر سے میٹھا کر کے صبح نہار منہ پلایا جائے۔ ایک امریکی محقق پی۔ بلم نے ثابت کیا ہے کہ میتھی میں مچھلی کے تیل (کاڈلیور آئل) کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ بھارتی ماہرین نے نہ صرف اس رائے سے اتفاق کیا بلکہ ایک لحاظ سے میتھی کو مچھلی کے تیل سے بہتر بتایا ہے۔

تخم میتھی کے حیرت انگیز فوائد

میتھی کے بیج زمانہ قدیم سے ہی پرانی کھانسی، گلے کی خرابی، نزلہ اور دمے میں تنہا یا دوسری دواؤں کے ساتھ استعمال کروائے جاتے رہے ہیں، ان کا لعاب ہوائی راستوں پر استر کر کے ان کی خراش اور خشکی کو دور کر دیتا ہے۔ کھانسی اور سانس کی آمد و رفت میں آرام آجاتا ہے۔ یہ بلغم کو پتلا کر کے خارج ہونے کے قابل بناتے ہیں اور ہوائی گیسوں کو پھیلا کر دمے کے مریض کے لیے بڑی سہولت پیدا کر دیتے ہیں۔ تخم میتھی کے حیرت انگیز فوائد نزلہ کھانسی میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ ایسا نزلہ جس میں صبح کے وقت کثرت سے چھینکے آتی ہیں، ناک اور آنکھوں سے پتلی رطوبت بہتی ہے۔ اس میں اگر کئی روز تک تخم میتھی پابندی کے ساتھ استعمال کروائی جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔

مذکورہ امراض میں ان کے استعمال کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ چائے کا ایک چمچہ میتھی کے بیج، ایک پیالی پانی میں جوش دینے کے بعد چھان کر اور شہد ملا کر نیم گرم حالت میں صبح پیا جائے اور یہی عمل رات سونے سے قبل دہرایا جائے۔

میتھی پر محقّقین کا اتفاق

تمام محقّقین کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ میتھی میں شفا ہے اور اگر لوگوں کو اس کی افادیت کے بارے میں واقفیت ہو جائے تو لوگ اس کو سونے کے بھاؤ خریدنے میں بھی دریغ نہیں کریں گے۔ سردیاں آتے ہی میتھی کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ اس کی بھجیا بھی بنا کر کھائی جاتی ہے اور بیجوں کو لڈوؤں اور حلوؤں میں شامل کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ گڑھ میں ملا کر کھاتے ہیں۔ اس طرح سردی کی وجہ سے اور اعصابی کمزوری کے باعث پیدا ہونے والے درد میں فائدہ ہوتا ہے۔ قبض بھی رفع ہو جاتی ہے۔ یوں بھی میتھی کے اثرات نظام ہضم پر بہت اچھے پڑتے ہیں۔ اسے آنتوں کی خراش اور پیچش میں بھی استعمال کرایا جاتا ہے۔ ریاحی امراض اور بواسیر میں یہ مفید ثابت ہوتی ہے۔ خواتین کے ایام کے رُک جانے میں میتھی کا استعمال کرایا جاتا ہے۔

میتھی کے بیجوں کا بیرونی استعمال

میتھی کے بیجوں کو بیرونی طور پر بھی استعمال کرایا جاتا ہے۔ اگر اس کے جوشاندے سے سر کو دھویا جائے تو سر کی خشکی اور خارش دور ہو جاتی ہے۔ کبھی اس کے ساتھ برابر وزن حب الرشاد (ہالوں) بھی اضافہ کر دیتے ہیں، جس سے بال گرنا رُک جاتے ہیں۔ یہ ورم کو تحلیل کرتے ہیں، اس لیے پیس کر ورم اور پھوڑوں پر لگاتے ہیں۔ خاص طور پر سینے کے درد میں بہت مفید ہے۔

میتھی کم قیمت، مگر فوائد سے مالا مال قدرتی چیز

میتھی میں ایسے اجزا بھی پائے جاتے ہیں جو کہ امراض کے خلاف جسم میں قوتِ مدافعت بڑھاتے ہیں۔ یہ بات اس طرح بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ اس میں مچھلی کے تیل (کاڈلیور آئل) کے اجزا پائے جاتے ہیں اور یہی صفت مچھلی کے تیل میں بھی ہے۔ اس لیے میتھی کو بڑے اعتماد کے ساتھ لمفاوی غدود کے ورم، خنازیر (گلے کے غدود کی دق) کساح (رکٹس) لمبی بیماریوں کے بعد کی کمزوری اور اعصابی کمزوری میں استعمال کیا جاسکتا ہے، پھر مچھلی کا تیل بہت گراں بھی ہے جسے عام آدمی زیادہ عرصہ تک استعمال نہیں کر سکتا۔ دوسرے اس کی بو اور ذائقہ ناگوار ہے، اس لیے بھی اس کا لینا دقّت طلب ہوتا ہے۔ خاص طور پر بچوں کے لیے، ایک کمپنی نے مچھلی کا تیل کیپسول میں بند کر کے اس مشکل کو آسان کر دیا تھا، مگر اب یہ عام طور پر دستیاب نہیں۔ ایسی صورت میں میتھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، جسے ہر شخص استعمال کر سکتا ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے۔۔۔۔

نسخہ: میتھی کے بیجوں کا سفوف دو چمچے روزانہ ایک پیالی دودھ میں حل کر کے نوش کیا جائے۔

خاص طور پر بچوں اور بزرگوں کے لیے موسم سرما میں یہ ایک بہترین قوت بخش غذا بھی ہے، امراض کے خلاف شفا کی امید بھی اور ہمارے جسم کا اچھا محافظ بھی۔ ہمیں اس آسانی سے مل جانے والے کم قیمت، مگر فوائد سے مالا مال قدرتی چیز سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

بچھڑی کونج

ام نسیبہ

وہ مجھے آتے جاتے اکثر اپنے گھر کے دروازے پر ہی نظر آتی تھیں۔ دیکھنے میں تو معقول سی بزرگ خاتون تھیں۔ مگر کہنے والے کہتے تھے کہ بے چاری نفسیاتی مریضہ ہیں۔

میں گزرتے ہوئے انہیں سلام کیا کرتی وہ سلام کا جواب دیتیں اور کہتیں، "بیٹا میرا وہ مطلب تو نہیں تھا۔"

اور یہ سن کر میں الجھن کا شکار ہو جاتی۔

محلے کے کئی لوگوں کو روک کر وہ یہی جملہ دہراتیں اور لوگ سر جھٹک کر گزر جایا کرتے۔

وہ پچھلے ماہ ہی ہمارے محلے میں ایک کرائے کے گھر میں آئی تھیں۔

لوگ کہتے تھے کہ یہ خاتون پہلے ایک بہت بڑے گھر میں اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ رہتی تھیں۔ پھر شوہر کی وفات کے بعد پتا نہیں کیا ہوا کہ وہ اس چھوٹے سے گھر میں آ گئیں۔

اللہ جانے کیا سچ تھا، کیا جھوٹ!

میں اکثر ان کے بارے میں سوچا کرتی۔ ایک دن میری رگِ تجسّس پھڑکی اور میں ان سے ملنے ان کے گھر پہنچ گئی۔

پہلی گھنٹی پر ہی دروازہ کھل گیا۔

"اوہ۔۔۔ تم ہو۔۔۔"

انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا۔

یوں لگا، جیسے انہیں کسی اور کا انتظار تھا اور مجھے دیکھ کر انہیں مایوسی ہوئی۔

"سنو۔۔!! میرا وہ مطلب نہیں تھا بیٹا۔۔"

انہوں نے وہی بے معنی سا جملہ کہا۔

میں ایک لمحے کے لیے اُلجھ گئی اور پھر ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی:

"کیا میں اندر آ جاؤں؟"

میں نے گھر کے اندر کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں آ جاؤ۔۔!!! میرے گھر تو آج تک کوئی نہیں آیا، تم کیسے آئی ہو؟"

ان کا لہجہ بالکل اسپاٹ تھا۔

مجھے شرمندگی محسوس ہوئی۔

"وہ۔۔ میں کافی دنوں سے آنے کا سوچ رہی تھی، مگر وقت ہی نہیں ملا۔۔۔"

میں نے کھسیا کر کہا۔

انہوں نے جیسے میری بات کو ان سنا کر دیا۔

مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ان کا گھر سادہ مگر صاف ستھرا تھا۔

میں نے خود ہی اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے گفتگو کا آغاز کیا۔

باتوں کے دوران میں نے جان بوجھ کر ان کے بیٹوں کا ذکر نہیں کیا کہ انہیں تکلیف ہو گی۔ وہ غائب دماغی سے میری باتوں کے جواب کبھی پورے اور کبھی ادھورے جملوں سے دیتی رہیں۔

"آنٹی جی، ایک بات تو بتائیں!"

میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہاں پوچھ لو۔۔۔"

وہ بے تاثر سے انداز میں بولیں۔

"آپ ہر وقت یہ جملہ کیوں کہتی ہیں کہ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ آخر کس مطلب کی بات کرتی ہیں آپ۔۔!"

میں نے دل میں کھلبلی مچانے والی بات پوچھ ہی لی۔

انہوں نے جذبات سے عاری چہرے کے ساتھ مجھے غور سے دیکھا تو مجھے ان کی آنکھوں میں عجیب سی وحشت نظر آئی۔ ایک لمحے کے لیے مجھے ان سے خوف محسوس ہوا۔

"آ۔۔۔ آپ اگر نہیں بتانا چاہتیں تو کوئی۔۔۔۔"

میری بات ادھوری رہ گئی۔

"ہاں نا۔۔ میری بات کا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔۔"

انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

ان کا لہجہ ایک ہارے ہوئے انسان کی طرح تھا جیسے کوئی اپنی زندگی بھر کی پونجی گنوا بیٹھا ہو۔

"پھر آپ کا کیا مطلب تھا۔۔۔؟؟"

میں نے آہستگی سے پوچھا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ جو میرا انیل ہے ناں، وہ سدا کا بھولا بھالا تھا۔ مجھ سے پوچھتا، "ماں! میں پانی پی لوں؟"

مجھے ہنسی آ جاتی کہ بھلا پانی کے لیے بھی کوئی اجازت لیتا ہے۔ میں کہتی، "بیٹا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔" کبھی کہتا، "بھوک لگی ہے، کھانا کھا لوں؟؟"

اور۔۔۔ وہ میرا عدیل وہ بالکل سیدھا سادہ تھا وہ پوچھتا، "ماں میں منہ ہاتھ دھو لوں؟" کبھی اجازت لیتا کہ "ماں! میں اسکول کا کام کر لوں۔"

میں ہمیشہ یہ سن کر انہیں پیار کرتی اور کہتی کہ "اجازت کی ضرورت نہیں بیٹا۔۔"

وہ خلاؤں میں گھورتی ہوئی بولتی رہیں، میں نے انہیں بولنے دیا۔

"پتا ہے لڑکی پھر کیا ہوا۔۔۔"

انہوں نے اچانک میری طرف دیکھ کر کہا۔

ابھی میں کچھ کہنے ہی والی تھی کہ وہ بول اٹھیں:

"پھ۔۔ پھر۔۔۔ پھر انہوں نے مجھ سے کچھ بھی پوچھنا چھوڑ دیا، اجازت لینا بھول گئے۔۔۔ میری بات کا مطلب کچھ اور ہی سمجھ بیٹھے، اپنی مرضی کرنے لگے اور۔۔۔ اور ایک دن۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایک دن اپنی اپنی دنیا بسا کر ماں کو یہاں چھوڑ گئے۔۔۔"

ان کی آواز کسی کھائی میں سے آتی محسوس ہوئی۔

"ہاں۔۔۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ میرا بالکل وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔"

وہ دیوانہ وار چلانے لگیں اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔

Your Friend In Real Estate

جُنید امِین

الحمدللہ پورے اطمینان اور بھروسے کے ساتھ
بحریہ ٹاؤن، ڈی۔ایچ۔اے سٹی اور ڈیفنس کراچی میں
محفوظ اور منافع بخش سرمایہ کاری۔
معلومات اور مشورے کے لیے

جُنید امِین

BAHRIA TOWN

PAKISTAN DEFENCE OFFICERS HOUSING AUTHORITY
HOME FOR DEFENDERS

DHA CITY

نزد مسجد بیت السلام، خیابان جامی، فیز 4، ڈیفنس، کراچی

021-35313254 - 0300-9213373 junaidameen@live.com

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

ندا اختر

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو بحکم خدا مکہ مکرمہ لے کر پہنچے۔ جبرئیل امین بھی ساتھ تھے۔ راستے میں جب کسی بستی پر نظر پڑتی اور حضرت جبرئیل امین سے دریافت کرتے کہ کیا ہمیں یہاں اترنے کا حکم ہے تو جبرئیل امین فرماتے نہیں آپ کی منزل آگے ہے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جگہ سامنے آئی جس میں کانٹے دار جھاڑیاں اور ببول کے درختوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت خلیل اللہ نے اس جگہ پہنچ کر جبرئیل امین سے دریافت کیا: "کیا یہی ہماری منزل ہے؟" حضرت جبرئیل نے فرمایا: "جی ہاں!"

حضرت ابراہیم مع اپنے بیٹے اور حضرت ہاجرہؑ کے وہاں اتر گئے اور بیت اللہ کے پاس ایک معمولی چھپّر ڈال کر حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کو یہاں ٹھہرا دیا۔ ان کے پاس ایک توشہ دان میں کچھ کھجوریں اور ایک مشکیزے میں پانی رکھ دیا اور حضرت ابراہیم کو اس وقت یہاں ٹھہرنے کا حکم نہ تھا، وہ اپنے شیر خوار بیٹے اور ان کی والدہ کو خدا کے حوالے کرکے واپس ہونے لگے۔ جانے کی تیاری دیکھ کر حضرت ہاجرہ نے عرض کیا: "آپ ہمیں اس لق و دق میدان میں چھوڑ کر جا رہے ہیں، جس میں نہ کوئی مونس و مددگار ہے نہ زندگی کی ضروریات۔"

حضرت خلیل اللہ نے کوئی جواب نہ دیا اور چلنے لگے۔ حضرت ہاجرہ ساتھ اٹھیں پھر بار بار یہی سوال دہرایا۔ حضرت خلیل اللہ کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ہاجرہ کے دل میں خود ہی یہ بات آئی اور عرض کیا: "کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟"

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "جی مجھے اللہ کی طرف سے یہ حکم ملا ہے۔"

اس جواب سے حضرت ہاجرہ مطمئن ہوگئیں کہ اللہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا حضرت ابراہیم علیہ السلام آنکھوں میں آنسو اور دل میں آہ لیے جب ان کی نظروں سے غائب ہوئے تو پھر ایک جگہ ٹھہر کر گریہ وزاری کے ساتھ اللہ سے التجا کی۔

"اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی بعض ذرّیت کو جہاں کھیتی نہیں، آباد کیا، تیرے عزت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اس لیے کہ تیری عبادت کریں پس لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور ان کو ہر طرح کے سامان خور و نوش پہنچا تاکہ یہ تیرا شکرادا کریں۔"

یہ دعا کرکے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے وطن شام کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت ہاجرہ آسمان کی طرف دیکھ کر کہتی تھیں کہ اللہ! تیرے حکم سے میں اس بیابان میں ڈالی گئی ہوں تو ہی مجھ ضعیفہ اور بے کس کا والی ہے۔

جب پانی اور کھجوریں ختم ہوگئیں اور چھاتیوں سے دودھ بھی خشک ہوگیا اور حضرت اسماعیل بھوک و پیاس سے تڑپنے لگے تو حضرت ہاجرہ بے قرار ہو کر پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر چڑھیں اور اِدھر اُدھر نظر اٹھا کر پانی کا نشان دیکھ رہی تھیں اور اپنے بچے کو بھی نظر میں رکھتی تھیں۔ جب پانی کا کوئی نشان معلوم نہ ہوا تو مایوس ہو کر وہاں سے اتریں اور برابر والی پہاڑی مروہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔ بطن وادی میں اپنے دامن کو پکڑ کر جلدی سے دوڑیں کیوں کہ بچہ وہاں نظر نہ آتا تھا۔ دل میں ڈر تھا کہ کوئی درندہ بچے کو نہ اٹھا لے جائے۔ جب نشیب سے پہاڑی کی طرف ہموار زمین پر آگئیں جہاں سے بچہ نظر آتا تھا پھر دوڑنا شروع کر دیا۔ جب مروہ پر چڑھیں تو اسی طرح اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا، پھر صفا کی طرف متوجہ ہوئیں بہرحال سات دفعہ اس طرح چکر لگائے اور بے قراری سے اِدھر اُدھر دوڑتی رہیں۔ پھر جب پانی کی تلاش میں مروہ پہاڑی پر آواز سنی تو خاموش ہو کر معلوم کرنے لگیں کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ معلوم کرنے کے بعد آواز کی طرف آئیں تو دیکھا کہ زم زم کی جگہ حضرت جبرئیل امین ہیں۔ بقیہ ص 22 پر

''تم صرف خاتونِ خانہ ہی نہیں، ایک لکھاری بھی ہو، اس وقت ملک و قوم کو تمہاری ضرورت ہے۔ جلدی سے کام نمٹاؤ اور قوم کے نام کوئی اچھا سا پیغام لکھو...!''

یا اللہ خیر!! میں جو گردن جھکائے جلدی جلدی کھانا بنانے میں مصروف تھی، چونک کے ادھر اُدھر دیکھنے لگی... یہ کون قدرِ ناشناس ہے جس نے مجھے ایسی بے ادبی سے مخاطب کیا!!

''ادھر اُدھر کیا دیکھ رہی ہو؟ میں یہاں ہوں، تمہارے دائیں ہاتھ والے کیبنٹ کے اندر...''

''اے لو! تمہیں کیا ہو گیا؟''

میں نے اپنے دائیں طرف کیبنٹ میں پڑی تیز دھار چھری کو دیکھ کر پوچھا...

''ارے میں پوچھ رہی ہوں تم کب تک پیاز ٹماٹر کاٹتی رہو گی؟''

''تو بھئی تم کیا چاہتی ہو؟ میں پیاز ٹماٹر سالم ہی ہانڈی میں ڈال دوں''میں نے حیرت سے پوچھا

''افففف!! کتنی کوڑھ مغز ہو تم سیما! میری بات کا بھلا یہ مطلب تھا؟'' وہ کیبنٹ سے نکل کے زور سے کاؤنٹر پہ آ گری

''تو اور کیا مطلب تھا؟''میں اس کے انداز سے ذرا خوف زدہ ہوئی۔

''میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ٹھیک ہے گھر گرہستی یقیناً تمھارا اولیں فریضہ ہے، مگر بھئی تم صرف خاتونِ خانہ نہیں، ایک لکھاری بھی ہو، گزشتہ دو ہفتے سے تم نے قلم کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، یہی حال رہا تو تمہارے قلم کو زنگ لگ جائے گا''ارے بھئی تو تمہاری کیا مرضی ہے پھر..؟ میں کھانا پکانا چھوڑ کر صرف لکھنا لکھانا کرتی رہوں؟ اس وقت گھریلو ذمے داریاں خوش اسلوبی سے پورا کرنا میرا اولین فریضہ ہے!! قلم کو زنگ لگتا ہے تو لگے، اس وقت چھری کو نہیں لگنا چاہیے ورنہ بغیر چھلی کٹی سبزیاں خاک مزہ دیں گی کھانے میں؟ اور جو ذرا بھی دیر ہوئی تو میاں جی کی بھوک سے بلبلاتی آنتوں سے کون نمٹے گا؟''میں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی سبزی کاٹنے والی چھری کو دیکھا اور مسکرا کے پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔

اتنے میں برتنوں کے اسٹینڈ میں لگی پلیٹیں بھی احتجاج پر اتر آئیں.... بولیں:

''توبہ ہے سیما!! تم کس قدر بدل گئی ہو... تم وہی ہو، جس کے دماغ میں خیالات کی یلغار ہوتی تھی تو جھاڑو برتن سب ایک طرف چھوڑ کے لکھنے بیٹھ جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ آدھی رات کو بھی کوئی خیال دماغ میں سماتا تو نیند قربان کر دیا کرتی تھیں۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا تمہیں اتنا لاپروا دیکھ کر...''

''ہاں بھئی بیٹھ جاتی تھی، سب کچھ چھوڑ کر لکھنے کے لیے..! مگر وہ سب اس دیوزاد کرونا کے دنیا میں آنے سے پہلے کی بات ہے!! جب سے یہ مُوا دہشت گرد آیا ہے اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے چھٹیاں ہوئی ہیں، بہت کچھ بدل گیا ہے، معمولاتِ زندگی تبدیل ہو گئے ہیں۔ میرے سرتاج ان دنوں گھر رہتے ہیں، عام دنوں میں ان کی مصروفیات اتنی ہوتی ہیں کہ ڈھنگ سے خدمت کا موقع بھی نہیں ملتا، اب موقع ملا ہے تو ظاہر ہے میری مصروفیات تھوڑی بڑھ گئی ہیں۔''

اوہو!! خدمت! واہ بھئی وا! ضرور کرو خدمت مگر یہ قوم کی خدمت بھی تمہاری ذمے داری ہے، تمہیں بات سمجھ ہی نہیں آ رہی، اب کی بار تو اسٹینڈ کے سارے برتن بیک آواز بول رہے تھے

''اُف خدایا کیا ہو گیا ہے تم سب کو...؟ چپ ہو جاؤ۔ تم لوگ دیکھتے نہیں، بڑے صاحب گھر پڑے رہ رہ کر کچھ چڑچڑے ہو گئے ہیں، ویسے قصور ان کا بھی نہیں، ہر وقت مصروف رہنے والے بندے کو یوں گھر میں بند رہنا پڑے تو یہی حال ہو گا، اوپر سے یہ چینل والے اتنی سنسنی پھیلائے رکھتے ہیں، اتنی خوف ناک خبریں چلاتے ہیں، یوں

لگتا ہے موت بس دروازے پہ کھڑی ہے۔ادھر ہینڈل گھمایا اور ادھر فنافی الکرونا ہو جائیں گے، اس لیے کوشش کرتی ہوں، سرتاج صاحب کا مزاج خوش گوار رہے۔

”ارے ناشکری خاتون، تمہیں اپنی خدمت یاد ہے، جیسے بڑا احسان کر رہی ہو، ان کے گھر رہنے سے تمہارا افائدہ بھی ہو رہا ہے، تمہارے ساتھ گھر کے اتنے کام کروا دیتے ہیں، برتن چمکانے کا کام تم نے مستقل ان کے ذمے لگا ہی رکھا ہے، کل بے چارے مٹر بھی چھیل رہے تھے، ساتھ بُرے بُرے منہ بھی بنا رہے تھے کہہ رہے تھے، مٹر پلاؤ کی فرمائش مہنگی پڑی ہے“ چمٹا بھلا کیسے پیچھے رہتا، اس کا طنز بھرا لہجہ مجھے زہر لگ رہا تھا۔

”تو بھئی اس میں حرج ہی کیا ہے۔ تمہیں بڑی ہم دردی ہو رہی ہے ان سے، ان کی بلکہ گھر بیٹھے سبھی مردوں کی صحت کے لیے بہتر ہے گھر کے کاموں میں خواتین کا ہاتھ بٹائیں ورنہ خطرہ ہے ہاتھ پاؤں جڑ جائیں گے یوں بیٹھے بیٹھے، جیسے ریل پہ سوار ہوں، جہاں صرف کھانا، پینا، سونا اور بیت الخلا جانا ہی کام ہوتا ہے۔ان مردوں کو ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہم ان سے کام کروا کے ان کی صحت کا خیال رکھتے ہیں۔

”اری خاتون شکر کرو، تمہارے حضور تمہارے ساتھ کام کروا رہے ہیں، بہت سی خواتین تو ہلکان ہوئے جا رہی ہیں، ان کے مرد گھر بیٹھے بیٹھے ہر وقت فرمائش پہ فرمائش کرتے ہیں اور خود ذرا تنکا بھی نہیں توڑتے۔“

اب کی بار آلو پیاز کی ٹوکری سے آواز آئی تھی۔

میں نے بے اختیار پیچھے مڑ کے دیکھا۔.”کون بولا.....؟؟؟“

”میں ہوں“ ایک بڑی سی پیاز ذرا اچک کر بولی۔

تم....! تم پیاز ہو یا بی بی سی کی رپورٹر، کیوں نہ تمہیں پہلے ہانڈی کی نذر کیا جائے، میں اس کی طرف لپکی مگر وہ جلدی سے پیچھے ہو گئی اور میں پھر سے ٹماٹر کاٹنے لگی۔

میرے سامنے تازہ تازہ بھنڈیاں دھلی رکھی تھیں، جنھیں پانی خشک کرنے کے لیے میں نے ایک طرف رکھا ہوا تھا۔آج بھنڈی گوشت بنانے کا ارادہ تھا۔

”دیکھو سیما!! اتنا غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں پتا ہے معمولات زندگی بدلنے سے تم کچھ لکھ نہیں پا رہیں.....!! مگر سوچو....ایسا پہلی بار تو نہیں ہوا نا.....!!!! پہلے بھی تو کئی بار ایسا ہو چکا ہے کہ تمہارا قلم جیسے رک سا جاتا ہے، چاہنے کے باوجود کچھ لکھا نہیں جاتا...ہے نا..!!!؟“

اب کی بار آواز ذرا نرم اور لہجہ بردبار تھا۔ میں نے پھر ادھر اُدھر دیکھا..ذرا پتا تو چلے اب کی بار کس نے لب کشائی کی ہے۔ ورنہ تو مجھے ایک مشہور پیروڈی غزل کے وہ اشعار یاد آ رہے تھے..

برتنو! آج میرے سر پہ برستے کیوں ہو؟

تم کو تو میں نے ہمیشہ ہی دھلا رکھا ہے!!

کبھی آلو، کبھی ٹنڈے، کبھی چاقو بولے

سب نے مل جل کے میرا بینڈ بجا رکھا ہے

◆◆◆

”ادھر اُدھر کیا دیکھ رہی ہو سیما!! میں یہاں ہوں، تمہاری اماں کے ہاتھوں خریدے جہیز کی آخری یادگار چکلا بیلن“

”لو بھئی تمہاری کسر باقی تھی ابھی بولنے کی...؟“ اس بار میں بھی کچھ نرم پڑ گئی۔

وہ اب کی بار بھی نرمی سے مجھے سمجھانے لگا: ”دیکھو ماضی میں جب کبھی تمہارا قلم رک جاتا تھا تو تم کیا کرتی تھیں..سوچو ذرا...؟“

”اور میں نے اپنے ذہن پر زور دینا شروع کیا، کیا کرتی تھی؟ مگر کچھ سمجھ نہیں آیا۔ لیکن تھوڑی دیر میں ہی ایک کوندا سا لپکا.....ہاں ایک چیز رہ گئی تھی، ایک بہت اہم کام مجھ سے رہ گیا تھا۔وہ کام جس کے بغیر میں کچھ بھی نہیں!!

میں نے چونک کر شیشم کی لکڑی سے بنے اس پرانے چکلے بیلن کو دیکھا... وہ بھی دھیمے سے مسکرا دیا۔

مجھے یاد آ گیا تھا میں کیا بھول رہی ہوں...دراصل مصروفیات کا بڑھ جانا اور ذہنی یکسوئی کا نہ ملنا میری راہ کی رکاوٹ نہیں تھی۔بلکہ اصل رکاوٹ تو یہ تھی کہ میں نے بس یہ سمجھ لیا تھا کہ چوں کہ مجھے موقع نہیں مل رہا، اس لیے میں کچھ لکھ ہی نہیں سکتی۔

جب کہ اصل بات یہ تھی کہ میں نے اپنے پیارے اللہ میاں سے مدد ہی نہیں مانگی، دعا ہی نہیں کی تھی، مجھ سے کچھ اچھا سا لکھوا دیجیے!! دعاؤں ہی کی کمی تھی۔اسباب کی تنگی پہ نظر کر کے مسبّب الاسباب کو بھول گئی تھی کہ وہ تو ہر تنگی سے راستہ نکالنے والا ہے بس اسے پکارنے کی دیر ہے۔

حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡل

میں نے سجدے میں جا کر بڑی محبت اور عاجزی سے اسے پکارا...اور مجھے یوں لگا بس اسی کا انتظار تھا اور ذہن کے بند دریچے کھلتے چلے گئے.........!!

کتنی بار ایسا ہی ہوتا ہے، ہمارے بہت سے چھوٹے بڑے کام بس اسی وجہ سے رکے رہ جاتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں جب اسباب ہی کوئی نہیں تو دعا کرنے سے کیا فائدہ...؟ حالاں کہ یہ تو مالک الملک کی مرضی ہے، چاہے تو اسباب کے ڈھیر لگا دے، چاہے تو بغیر سبب کے ہی کام بنا دے۔ ضرورت تو بس یقین کی ہے۔اللہ کے امر ”کُنۡ فَیَکُوۡنُ“ پر اور دعاؤں پر یقین پختہ ہونا چاہیے۔اور ہر کام میں رب سے مدد مانگنی چاہیے!!!

بقیہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

انہوں نے حضرت ہاجرہ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

حضرت ہاجرہ نے فرمایا: ”میں ہاجرہ ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور اسماعیل کی ماں ہوں۔“ جبرئیل امین نے کہا: ”اس بیابان میں حضرت ابراہیم تم کو کس کے سپرد کر کے گئے ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے۔“ حضرت جبرئیل نے کہا: ”پھر اللہ ہی کافی ہے۔“ پھر جبرئیل امین نے حضرت اسماعیل کی ایڑیوں کے قریب پر مارا تو پانی کا چشمہ ابل پڑا۔

ایک فرشتے نے حضرت ہاجرہ کو تسلی دی کہ تم خاطر جمع رکھو یہاں کعبۂ خدا ہے اس کو یہ بچہ جوان ہو کر اپنے باپ کے ساتھ مل کر تعمیر کرے گا اور خدا اس جگہ رہنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اتفاقاً جرہم قوم کا ایک قافلہ یمن کی طرف سے آیا۔انہوں نے دور سے دیکھا کہ ان کے اوپر پرندے اڑ رہے ہیں، وہ قافلے والے کہنے لگے: ”جہاں پرندے اڑ رہے ہیں، وہاں پانی ضرور ہوگا، پہلے تو ہم کئی دفعہ آئے ہیں ایسا کبھی نظر نہیں آیا۔“

ایک آدمی کو پتا کرنے کے لیے بھیجا، اس نے دیکھا کہ ایک عورت بچے کے ساتھ بیٹھی ہے اور پانی کا چشمہ ہے، وہ قافلہ وہاں آگیا اور حضرت ہاجرہ سے ٹھہرنے کی اجازت چاہی۔ حضرت ہاجرہ نے تنہائی سے بچنے کے لیے ان کو رہنے کی اجازت دے دی لیکن پانی کا تصرف اپنے ہی اختیار میں رکھا۔وہ لوگ وہاں آکر آباد ہو گئے اور اس طرح ایک چھوٹا سا گاؤں بن گیا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی بھی اس قبیلے کی ایک لڑکی سے ہوئی اور اسماعیل علیہ السلام نے ان لوگوں سے ہی عربی زبان سیکھی۔

Super Kote® PAINT

ROYALE GROUP

سندھ میں ٹوکن کے بغیر رنگ بنانے والی پہلی اور پاکستان کی دوسری کمپنی

رویال پینٹ (سپر کوٹ)

کراچی کے عوام کو مہنگائی سے نجات دو پینٹ کے تمام ڈبوں سے ٹوکن ختم کرو

"حضراتِ اکابرین سے دعاؤں کی درخواست"

کہ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور رنگ سازوں کے شر سے ہمیں

محفوظ رکھے اور ہم سب کو حلال رزق کمانے کی توفیق دے۔ آمین

مساجد اور مدارس کے لئے خصوصی رعایت۔

سپر کوٹ اب نئے اور کم دام میں طلب کریں۔

Product	Old Price	New Price
PLASTIC EMULSION	~~1400~~ Gallon ~~5400~~ Drum	1100 Gallon 4200 Drum
MATT FINISH	~~2650~~ Gallon ~~10,400~~ Drum	2350 Gallon 9200 Drum
STAINLESS	~~2600~~ Gallon ~~10,200~~ Drum	2300 Gallon 9000 Drum
WEATHER SHELTER	~~2300~~ Gallon ~~9000~~ Drum	2050 Gallon 8000 Drum
FILLING PUTTY	~~950~~ Gallon ~~3600~~ Drum	650 Gallon 2400 Drum
OIL PRIMER SEALER	~~1950~~ Gallon ~~7600~~ Drum	1650 Gallon 6400 Drum
ENAMEL	~~2550~~ Gallon ~~10,000~~ Drum	2250 Gallon 8800 Drum
W.BASE PRIMER	~~1750~~ Gallon ~~6800~~ Drum	1450 Gallon 5600 Drum

FOR FREE DELIVERY
0335-2967871
0313-2329526

ٹوکن کی رقم گیلن پر 400 روپے اور ڈرم پر 1600 روپے خریدار کیوں دے؟

Royale Paint Industries (Pvt.) Ltd.

info@superkotepaint.com /superkotepaint www.superkotepaint.com

خط نمبر 53

باپ کا بیٹی کے نام خط

محمد دانش

شکر کے ثمرات

میری سعادت مند بیٹی۔ ہزار ہا دعائیں

ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو وہ سنائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس لیٹ گئے پھر فرمانے لگے :»لے چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں گا۔» یہ فرما کر نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے۔ پھر رکوع فرمایا، اس میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدہ کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے، پھر سجدے سے اُٹھے اس میں بھی اسی طرح روتے رہے، یہاں تک کہ حضرت بلالؓ نے آکر نماز فجر کے لیے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اتنا روئے حالاں کہ آپ معصوم ہیں (اگلے پچھلے سب گناہوں کو اگر بالفرض ہوں بھی تو) مغفرت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا" کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

یہ متعدد روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ اس قدر لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آگیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اتنی مشقت اُٹھاتے ہیں حالاں کہ آپ ﷺ بخشے بخشائے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ فرض نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّہٗ" اللہ رب العزت کا ارشاد ہے "وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا" (سورۃ النحل 18)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو (کبھی) نہ گن سکو گے۔ یعنی اگر تم سب مل کر بھی اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تب بھی شمار نہیں کر سکتے۔ ہر وقت اللہ رب العزت کی نعمتیں ہمارا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اگر آدمی صرف اپنے جسم پر غور کرے تو ایک سے بڑھ کر ایک نعمت اسے نظر آئے گی لیکن افسوس کہ آج ان نعمتوں کی طرف دھیان نہیں ہے اس لیے ان کی قدر بھی نہیں ہے۔

بیٹی! ان سے پوچھو جو آنکھ کی دولت سے محروم ہیں کہ آنکھ کتنی بڑی نعمت ہے؟ ان سے پوچھو جو قوت سماعت سے محروم ہیں کہ سماعت کتنی بڑی نعمت؟ ان سے پوچھو جو قوت گویائی سے محروم ہیں کہ بولنا کتنی بڑی نعمت ہے؟ ان سے پوچھو جو عقل کی دولت سے محروم ہیں کہ عقل کتنی بڑی دولت ہے؟ ان سے پوچھو جو جسمانی صحت سے محروم ہیں کہ صحت و تندرستی کتنی بڑی دولت ہے؟ یہ سب ایسی نعمتیں ہیں کہ ہر نعمت انمول اور لاثانی ہے۔ اگر کسی کو ایک بھاری رقم پیش کی جائے اور کہا جائے کہ ایک آنکھ دے دو تو کوئی عقلمند بھی اس کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَھُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ: لِسَانٌ ذَاکِرٌ، وَقَلْبٌ شَاکِرٌ، وَبَدَنٌ صَابِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ صَالِحَةٌ"

ترجمہ: جسے اللہ چار نعمتیں دے دیں گویا اسے دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں دے دیں۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں:

(1) ذکر کرنے والی زبان (2) شکر کرنے والا دل (3) مصیبت پر صبر کرنے والا جسم (4) نیک ایمان والی بیوی۔

حضرت حسنؓ فرمایا کرتے تھے کہ "مَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلٰی عَبْدٍ مِنْ نِعْمَةٍ صَغُرَتْ اَوْ کَبُرَتْ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِلَّا کَانَ قَدْ اُعْطِیَ اَفْضَلَ مِمَّا اَخَذَ" (تنبیہ الغافلین)

ترجمہ: اللہ جب کسی بندے پر چھوٹی یا بڑی نعمت کا انعام فرماتے ہیں اور وہ بندہ اس پر الحمد للہ کہے تو اسے اس سے بڑھیا نعمت عطا ہوتی ہے۔

یعنی اللہ رب العزت کسی کو چھوٹی نعمت دیں یا بڑی مادی نعمت دیں یا روحانی، اور وہ اس پر الحمد للہ کہہ تو اب کی بار اللہ جو نعمت دے گا وہ پہلی نعمت سے بڑھا کر دے گا۔

بیٹی! جو کوئی چاہتا ہے کہ میں حسین لگوں تو آئینے میں دیکھ کر دل کی گہرائیوں سے اللہ کا شکر بجا لایا کرے۔ اللہ اس کے حسن میں اور اضافہ فرما دے گا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔ "لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ" (ابراہیم: 7) ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا۔

جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر دل کی گہرائیوں سے اللہ کا شکر ادا کرے گا تو اللہ رب العزت اس کی نعمتوں میں ضرور اضافہ فرمادیں گے۔

بیٹی! یہ شکر کی عبادت اللہ کو اتنی پسند ہے کہ اللہ رب العزت اس کے بدلے صرف نعمتوں میں اضافہ نہیں فرماتے بلکہ شکر کرنے والوں کے لیے عذاب کے سارے دروازے بھی بند کر دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے "مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا" (النسا: 142)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے، اگر تم شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے خوب جاننے والے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت معاذؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں" حضرت معاذؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں" حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "اے معاذؓ! میری اور تمہاری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ میں تمہیں ایک نسخہ دے دوں جسے تم ہر نماز کے بعد استعمال کیا کرو۔" حضرت معاذؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے معاذ! ہر نماز کے بعد یوں کہا کرو" "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ" (ابوداؤد)

ترجمہ: اے اللہ! تو اپنے ذکر، اپنے شکر اور اپنی عبادت کی احسن طریقے سے ادائیگی میں میری مدد فرما۔ بیٹی! مجھے امید ہے کہ اس خط کو پڑھنے کے بعد آپ ہمیشہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتی رہیں گی۔

دعا گو
آپ کے ابو

بابرکت نکاح

طالبہ مرکز فہم دین

گزشتہ دنوں مرکز فہم دین ڈی ایچ اے فیز 4 کراچی میں نکاح سے متعلق ورکشاپ منعقد کی گئی۔اس ورکشاپ میں پیش کردہ باتوں کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

اسلام نے شادی بیاہ کو بہت آسان عمل بتایا ہے لیکن رسوم و رواج نے آج کل بیاہ شادی کو مشکل ترین کام بنادیا ہے۔جب لڑکا اور لڑکی کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے تو گویا ایک نئے فیملی یونٹ کی بنیاد رکھی جارہی ہوتی ہے۔اس وقت انہیں دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ آگے عمارت اچھی تعمیر ہو۔ لیکن جب ہم اس عمارت کی بنیاد میں گناہوں کے کنکر اور معصیت کے خش و خاک ڈال دیں گے تو وہ عمارت کیسے اچھی بن سکتی ہے۔

نکاح کی اہمیت:

ابو نجیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص نکاح کی وسعت رکھتا ہو، پھر نکاح نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص منگنی لے کر آئے اور اس کے اخلاق آپ کو پسند ہوں تو ضرور نکاح کردو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور وسیع پیمانے کا فساد پیدا ہو جائے گا۔"

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے جن کی شادی نہ ہوئی ہو ڈرتے تھے کہ کہیں یہ گناہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سوچنا چاہیے اس پاکیزہ ماحول میں وہ ڈرتے تھے تو آج موبائل، انٹرنیٹ کے دور میں اس سے صرفِ نظر کیسے کیا جاسکتا ہے؟

نکاح کس نیت سے کرنا چاہیے؟؟

- نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔
- نکاح کرنے سے غلط کاریوں سے حفاظت ہوتی ہے۔
- نکاح کی وجہ سے اولاد ہوگی، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اضافے کا سبب بنے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر فخر فرمائیں گے۔

لڑکا کیسا ہونا چاہیے؟

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لڑکے کے انتخاب میں یہ چند چیزیں دیکھنی چاہییں۔

- اسلامی عقائد میں شک و شبہ نہ ہو
- تمسخر و استہزا اسے پیش نہ آئے۔
- اہل علم اور بزرگوں کا ادب کرتا ہو۔
- نرم مزاج ہو
- اس سے اپنے متعلقین کے حقوق ادا کرنے کی توقع ہو۔
- بقدر ضرورت مالی گنجائش ہو نا ضروری ہے۔

لڑکی کیسی ہونی چاہیے؟؟

- دین دار ہو
- پردہ نشین و پاک دامن ہو
- امین ہو
- با اخلاق ہو
- اُمور خانہ داری میں ماہر ہو
- اچھے خاندان کی ہو
- شوہر کی فرماں بردار ہو
- شکل و صورت کی اچھی ہو

منگنی:

لڑکے والے لڑکی والوں سے رشتے کی درخواست کرتے ہیں اور لڑکی والے اپنے اطمینان کے بعد درخواست قبول کر لیتے ہیں۔یہی منگنی ہے، لیکن ہماری منگنیاں کیسی ہیں، اس بابت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت دل چسپ لیکن حقیقت پر مبنی جملہ ارشاد فرمایا کہ: " ہمارے زمانے کی منگنی "قیامتِ صغریٰ" اور شادی "قیامتِ کبریٰ" ہے۔"

منگیتر سے بات چیت:

منگنی کے بعد نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے، لہٰذا نکاح سے پہلے منگیتر کا بھی وہی حکم

ہوگا جو غیر مرد کا ہے۔ فون پر بات چیت بھی درست نہیں۔ اس لیے کہ پہلے فون پر بات ہو گی پھر بالمشافہہ (روبرو) بات چیت ہو گی پھر اٹھنا بیٹھنا، گھومنا پھرنا اور پھر برائی کی دوسری راہیں ہموار ہوتی جائیں گی۔

مہر:

مہر ایک اعزاز ہے، جو شوہر اپنی بیوی کو پیش کرتا ہے۔ یہ عورت کی قیمت نہیں ہے، جسے ادا کر کے یہ سمجھا جائے کہ وہ شوہر کے ہاتھوں بک گئی ہے۔ مہر کی کم سے کم مقدار 10 درہم ہے، یعنی 6 تولہ 75 ماشہ چاندی۔ یہ رقم آج کل کے حساب سے تقریباً 3200 روپے بنتی ہے، اس سے کم رکھنا جائز نہیں۔ ہمارے معاشرے میں شریعت سے دوری کی وجہ سے حق مہر کی بہت تھوڑے لوگوں کو فکر ہوتی ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں جہیز اور دیگر فضول رسموں میں پیسا خرچ کرنے کا ذکر نہیں ملتا اور مہر کو اہتمام سے ادا کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد ازواج کو 500 درہم چاندی بطور مہر ادا کیا تھا۔

شادی کارڈ میں بے جا اسراف:

شادی کارڈ کے بارے میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا پیارا طریقہ تھا کہ اپنے لیٹر پیڈ حضرت نے نکاح کے دعوت نامے کا مضمون خود تحریر فرمایا اور اس کی فوٹو کاپی کروا کر سادہ لفافے میں رکھ کر دے دیا، خرچ بھی زیادہ نہیں ہوا اور مقصد بھی حاصل ہو گیا۔ آج کل انٹرنیٹ کے زمانے میں شادی کی اطلاع دینا اور بھی آسان ہو گیا ہے۔

جہیز:

موجودہ زمانے میں رائج جہیز اسلام سے وابستہ نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ سنت ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گھر کا کچھ سامان دیا تھا، اس کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت تھے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: حق مہر کے لیے کچھ ہے؟ حضرت علی نے جواب دیا کہ میرے پاس تو زرہ کے سوا کچھ نہیں، اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زرہ بیچو لہٰذا زرہ بیچنے کے بعد اس سے کچھ خوشبو اور گھر کا سامان منگوایا گیا۔ گویا باوجود رسول اللہ کے زیر کفالت ہونے کے تمام انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیسوں سے ہوا۔ بھلا اس میں اور ہمارے مروج جہیز میں کیا نسبت ہے۔

برائیڈل شاور:

آج کل شادی بیاہ کا آغاز برائیڈل شاور سے کیا جاتا ہے، جس میں صرف دلہن کی سہیلیوں کو مدعو کیا جاتا ہے، مہنگے سے مہنگا کیک بنوایا جاتا ہے، دلہن کی تصویریں دیواروں پر آویزاں کی جاتی ہیں اور ماحول بنانے کے لیے ہلکی ہلکی موسیقی کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ گویا پوری محفل ہی متعدد گناہوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس موقع پر جو کیک کاٹا جاتا ہے اس سے عیسائیوں کی مشابہت اختیار کی جاتی ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے شمار ہوگا۔"

مہندی:

آج کل شادی کا تصور مہندی کے بغیر بے کار ہے۔ اس تقریب میں شادی سے زیادہ اہتمام اور خرچ کیا جاتا ہے۔ رسم حنا میں دولہا کے رشتے دار گندھی ہوئی مہندی خوان میں رکھ اور اس میں شمعیں لگا کر مع دیگر سامان دھوم کے ساتھ شادی ہال آتے ہیں۔ پھر اونچی آواز میں موسیقی اور ناچ گانے کا ایک طوفان برپا ہوتا ہے جوان لڑکیاں اس دن کے لیے خوب ناچ گانے کی پریکٹس کرتی ہیں جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میں بانسریاں (آلاتِ موسیقی) توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اس حدیث کی روشنی میں خود ہی سوچ لینا چاہیے کہ جس تقریب گانے بجانے اور موسیقی کا اہتمام ہو ان میں شرکت کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

نکاح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ یعنی نکاح میری سنت ہے۔ یہ فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرما دیا کہ یہ محض ایک دنیاداری کا کام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ثواب کا کام بنایا ہے۔

آسان کو مشکل بنا دیا:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی اولاد میں 17 شادیاں کیں مجھے نہیں معلوم کہ دو رکعت نفل پڑھنا آسان ہے یا نکاح کرنا آسان اتنے آسان اور عبادت والے کام کو ہم نے مصیبت بنا لیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبادت بھی ہو رہی ہے اور ساتھ ساتھ حرام کام بھی ہو رہا ہے۔ عموماً شادیوں کے موقع پر مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ محرم نامحرم کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ پردے کا کوئی انتظام ہی نہیں ہوتا۔ اور آج کل تو پروفیشنل فوٹو گرافر کے بغیر شادی مکمل ہی نہیں ہوتی۔ اس کے لیے لاکھوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں، ڈرون کیمروں کا رواج بھی عام ہوتا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے وہ لوگ بھی ان جانے میں شکار ہو جاتے ہیں جو عموماً تصویر سے اجتناب کرتے ہیں۔

نکاح عبادت ہے اور عبادت گناہوں کی آمیزش سے پاک ہونی چاہیے لیکن یہاں تو اس عبادت کے گناہوں پر فخر کیا جاتا ہے۔ سوچنا چاہیے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یوں ادا کی جاتی ہے۔

چھواروں کی تقسیم:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ایک طبق چھوہاروں کا لے کر بکھیر دیا تھا۔ اس سے نکاح کے بعد چھوارے لٹانے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

ماہ عسل (ہنی مون):

اگر دلہا دلہن شادی کے بعد کچھ وقت علاحدہ گزارنا چاہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ خصوصاً جن علاقوں میں شادی کے بعد شوہر اپنے خاندان کے ساتھ ہی رہتا ہے ایسے خاندان کے نئے شادی شدہ جوڑوں کے لیے مناسب ہے کہ کچھ وقت الگ ماحول میں گزاریں تاکہ میاں بیوی ایک دوسرے کو بھرپور اعتماد میں لے سکیں، نیز ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کر سکیں اس لیے کہ ان دونوں میں کامل محبت والفت دنیا وآخرت دونوں کی سعادتوں، خوبیوں سے مالامال ہونے کا ذریعہ ہے۔

ورکشاپ کے بارے میں تاثرات:

الحمد للہ! شرکت کرنے والی تمام ہی سامعات نے ورکشاپ کو خوب سراہا اور اس کا اعتراف کیا کہ آج کل بے جا رسوم کی وجہ سے شادی کی اصل برکتیں ختم ہو گئی ہیں اور ان شادیوں کا مقصد دکھاوا اور فضول خرچی رہ گیا ہے۔ شرکت کرنے والی تمام خواتین نے اس بات کا مصمّم ارادہ کیا کہ وہ ان خرافات کے انسداد کے لیے ایسی محافل جہاں مخلوط بیٹھک یا موسیقی ہو، شرکت نہیں کریں گی ان سب نے یہ بھی عزم کیا کہ اپنے گھر کی شادیاں سادگی سے سنت کے مطابق کریں گی اور یہ اعتراض کہ اس طرح شادیاں روکھی پھیکی ہو جائیں گی، بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ حقیقی سکون تو اسی شادی سے حاصل ہوتا ہے جو سنت و شریعت کے مطابق ہو۔

Brady's
The nourishing taste of Scott Baking
Plain Cake
OUR PROMISE
Brady's
DELICIOUS FOOD EXPERIENCE EVERY TIME
Brady's
Plain Cake
Delicious & Delightful
Delicious & Delightful

تہجد کا وقت تھا وہ اپنے رب سے ہم کلام تھی۔ ”اے اللہ! پلیز ہمارے تمام معاملات اچھے کر دیجیے۔ ہمارے مسائل حل کریں۔۔۔“ وہ رو رہی تھی۔ ”یا اللہ میری امی جیسی ساس کو صبر عطا فرما دیجیے۔ میری بہن جیسی نند کا گھر ٹوٹنے سے بچا لیجیے پلیز۔۔۔“ وہ دیر تک اخلاص سے دعائیں کرتی رہی، اس بات سے بے خبر کہ بلال نے عین وقت اس کی دعا سنی تھی اور اس کے دل میں سارہ کا مقام مزید بلند ہو گیا تھا۔

◆◆◆

ارم باجی رو رہی تھیں: ”مجھے لگتا ہے، وہ دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں۔ روز روز لڑنے کا بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔۔۔“ وہ کہہ رہی تھیں: ”بچوں کو پیار بھی نہیں کرتے، بچوں کو وقت بھی نہیں دیتے، ایسا لگتا تھا وہ تھک گئی تھیں۔“

”آپی دیکھیں آپ جس اذیت اور دباؤ سے گزر رہی ہیں، وہ تو کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا لیکن آپ کو یہی مشورہ دوں گی کہ انہیں تھوڑا مارجن (گنجائش) دیں۔ وہ بھی انسان ہیں، ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو، آپ ان سے بیٹھ کر بات کریں۔“ وہ سانس لینے کے لیے رُکی۔ ”دوسری بات یہ کہ اگر آپ علاحدگی اختیار کرتی ہیں تو اس سے آپ کو فائدہ کیا ہوگا؟ کیا آپ اپنے بچوں کو باپ کا پیار دے پائیں گی؟ بلال آپ کے اچھے بھائی ہیں، مگر ایک حد تک ہی آپ کا خیال رکھ سکیں گے۔ ہر رشتے کی ایک الگ جگہ ہوتی ہے۔ آپ اپنے بچوں کے لیے ذرا سا صبر کر لیں، مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آپ کو نہ صرف ایک مطمئن زندگی بلکہ بہت اجر بھی دیں گے۔“

سارہ کی ایک تو نیت اچھی تھی۔ دوسرا ارم باجی کو بھی جلد بازی اور جذباتیت کا احساس ہو گیا۔ لٰہذا معاملات بہتری کی طرف بڑھنے لگے۔

◆◆◆

زندگی چلتی رہی، اب زندگی کا یہ موڑ آیا تھا کہ سارہ عالمہ بن گئی تھی۔ اس کی معلمات اس کو مبارکباد دے رہی تھیں۔ ”اب اس علم کو آگے بڑھانا ہے۔“ وہ کہہ رہی تھیں۔ حسب معمول وہ سوا بجے تیزی سے نیچے اتر آئی۔ ہمیشہ کی طرح بلال انتظار کر رہا تھا۔ سارہ کے اس مبارک سفر میں اس نے بھی بھرپور ساتھ دیا تھا۔

”جلدی کرو یار۔۔۔ ابھی علی کو بھی لینا ہے۔“ وہ بولا۔

”ہاں جی اب اس کی ہی فکر ہے۔“ سارہ نے مصنوعی ناراضی سے منہ بنایا۔

اس کی اس حرکت پر بلال مسکرا دیا۔ اس کی محبت اوّل دن جیسی تھی۔

”بیگم صاحبہ! آپ کے نخرے سر آنکھوں پر، مگر خیال رہے ہمیں دیر ہو رہی ہے۔“ بلال نے شرارت سے کہا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ سارہ بھی ہنستی ہوئی بیٹھ گئی۔

سارہ کی امی کے گھر سے ایک سالہ علی کو لیا۔ کیوں کہ بلال کی امی ایک شادی پر دوسرے شہر گئی ہوئی تھیں، ورنہ علی کو وہ ہی بخوشی رکھ لیا کرتی تھیں۔

”ساس ہوں تو ایسی۔“ وہ اکثر سوچتی۔

◆◆◆

سارہ کے عالمہ بننے پر اس کی امی دعوت رکھنا چاہتی تھیں۔ سو وہ آج ان کے گھر آئی تھیں۔ باتوں کے دوران وہ کہنے لگیں: ”سارہ تم دعوت پر اپنی شادی کا سیٹ پہننا۔“ انہوں نے شادی پر دیے نہایت نازک اور خوب صورت سیٹ کا ذکر کیا۔ وہ جو چائے پی رہی تھی ان کی بات پر اسے اچھو لگ گیا۔

”امی وہ تو میں نہیں پہن سکتی۔“ اس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

”کیوں کیا اور بنوانے ہیں؟ اس کی امی کو حیرت ہوئی۔

”نہیں امی ایسی بات نہیں۔“ اس نے گھبرا کر ان کو دیکھا، وہ منتظر نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھیں۔ ”تو جو بلال نے دیا تھا وہ پہن لو۔۔۔“

دراصل۔۔۔ اب سچ بولنے کا وقت تھا۔ اس نے بات شروع کی۔

”امی اصل میں، میں نے اپنے سارے سیٹ صدقہ کر دیے۔“ کہہ کر اس نے منہ چھپا لیا۔

”اُف یہ لڑکی۔۔۔“ امی اتنا ہی کہہ سکیں۔

آخری قسط

ہجرت

بنت گوہر

دو بیویاں
خوش گوار زندگی

ام حیات

"ثنا میرا موبائل نہیں مل رہا۔"
میرے موبائل سے کال کر کے دیکھ لیں، پتا چل جائے گا۔ ثنا بولی۔
"اوپر سویرا کے پاس رہ گیا ہے، پلیز لا دو مجھے دیر ہو رہی ہے۔" اتنی دیر میں سویرا نیچے آگئی۔ "یہ رات آپ اوپر بھول آئے تھے۔" سویرا نے موبائل راحیل کو پکڑایا۔ "السلام علیکم کیسی ہو ثنا" سویرا ثنا کو دیکھ کر مسکرائی۔ "وعلیکم السلام الحمد للہ! تم سناؤ؟"
"تم لوگ باتیں بعد میں کر لینا مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے۔" راحیل نے ٹوکا تو سویرا مسکراتے ہوئے اوپر چلی گئی، جب کہ ثنا جلدی جلدی ناشتا لگانے لگی۔
"آج میں اور سویرا مارکیٹ جائیں گے۔"

ناشتے کے دوران ثنا بولی۔
"ایسا کیا کام ہے؟" راحیل نے پوچھا۔
"آپ کو کب سے کہا ہوا ہے، آج ہم دونوں خود ہی چلے جاتے ہیں۔"
"بچے کہاں ہوں گے؟" راحیل نے پوچھا۔ "سب کو صبا اور فاطمہ سنبھال لیں گی۔"
"بالکل نہیں! جب میں دونوں کو باری باری لے جاتا ہوں، تو پھر مسئلہ کیا ہے؟"
"سویرا مجھے کہتی ہے تمھاری چوائس زیادہ اچھی ہے۔"
"ٹھیک ہے، اس کی شاپنگ بھی ہم کر لیں گے۔" یہ کہہ کر راحیل اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا لیپ ٹاپ کا بیگ لے کر آفس کے لیے نکل گیا اور ثنا اوپر سویرا کے پاس چلی آئی۔
"سویرا یہ کہہ رہے تھے، بچوں کو اکیلا چھوڑنا ٹھیک نہیں۔"
"صحیح کہتے ہیں، مجھے بھی یہی خیال آرہا تھا۔ صبا اور فاطمہ کیسے سب کو سنبھالیں گی۔" سویرا نے بھی تائید کی۔
"پھر تم مجھے ٹیکسٹ کر دینا، تمہاری چیزیں بھی میں لے لوں گی۔" ثنا نے کہا۔
"ٹھیک ہے، میں بھی یہی چاہ رہی تھی۔" سویرا بولی۔
"آج کیا پکا رہی ہو؟" ثنا نے پوچھا۔
"دل نہیں کر رہا، کچھ پکانے کو۔" سویرا بولی۔
"ٹھیک ہے میں جو بھی پکاؤں گی، تمہیں بھی بھجوا دوں گی۔ ویسے بھی شام میں تم نے بچے سنبھالنے ہیں۔" ثنا یہ کہہ کر مسکرائی تو سویرا بھی مسکرا دی۔

◆◆◆

میرا نام ثنا ہے اور سویرا میرے شوہر کی دوسری بیوی (میری سوکن) ہے۔ اس پاکستانی معاشرے میں ہم دونوں کو جو دیکھتا ہے، حیرت کرتا ہے۔ ٹھہریے میں آپ کو ساری بات شروع سے بتاتی ہوں۔

صبا اور فاطمہ کے بعد جب میں پھر امید سے ہوئی تو مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگا، کیوں کہ یہ نو مہینے میرے لیے جاں لیوا ہوتے تھے۔ کچھ مسائل کی وجہ سے مجھے مستقل بیڈ ریسٹ کی ضرورت ہوتی، جس سے گھر کے ماحول میں تناؤ آجاتا تھا۔ دو چھوٹی بچیوں کا ساتھ اور یہ حالت۔ بیٹے کی چاہ اپنی جگہ مگر صبح شام کے جھگڑوں نے میری طبیعت ایسی کر دی کہ مجھے اسپتال داخل ہونا پڑا۔ شوہر اپنی جگہ نادم تھے میں الگ شرمندہ۔ امی اور بھابھی کے احسانوں سے میری گردن جھکی چلی جاتی تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ ایسا کیا حل ہو کہ میری پریشانی ختم ہو جائے۔ لوگوں کی طنزیہ باتیں دل چیر دیتیں کہ نہ جانے کیسی عورت ہے۔ روٹی بھی ماسی سے پکواتی ہے۔ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا تھا کہ میں ملازمہ کا خرچ برداشت کر سکتی تھی مگر شوہر کی نفیس طبیعت کی کی وجہ سے مجھے اچھا نہیں لگتا تھا اور پھر ماسی کا آئے دن چھٹی کرنا اور وقت بے وقت گاؤں چلے جانا، انتہائی تکلیف دہ ہوتا۔ کبھی کبھی مجھے یہ خیال آتا، عورتیں اتنی تکلیفیں سہتی ہیں، پھر بھی شوہر خوش نہیں ہو پاتے۔

◆◆◆

عدنان دو سال کا تھا جب میں تینوں بچوں کو چھوڑ کر حج پر گئی۔ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے بعد میں باہر صحن میں بیٹھی شوہر کا انتظار کر رہی تھی کہ ایک عورت کے ساتھ 7 بچے دیکھے، جو آپس میں سال، دو سال کے فرق سے تھے۔ بچے شرارتی تو لگ رہے تھے، مگر اپنی ماں کی ہر بات مان بھی رہے تھے۔ ان میں سے ایک بچے نے آکر مجھے کھجور پیش کی جو میں نے "جزاک اللہ" کہہ کر لے لی اور پھر میں اس کی امی کے پاس چلی آئی۔ "بہت چھوٹے چھوٹے ہیں۔" میں نے انگلش میں کہا مگر پردے میں سے اردو میں آواز آئی "جی۔"
"آپ!" میں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
"میں پاکستانی ہوں، میرے شوہر یہاں مدینہ منورہ میں کام کرتے ہیں۔" ابھی اس

نے اتنا ہی کہا تھا کہ شوہر نے مس کال کے ساتھ ہی آواز دی تو میں سلام کرکے پلٹ آئی۔

◆◆◆

دوسرے دن وہی بچے اور وہی خاتون اسی جگہ پر تھے۔ آج بھی ایک بچی نے آکر مجھے کھجور پیش کی تو میں نے خاتون کو "جزاک اللہ خیراً" کہا تو اس نے جواب عربی میں دیا۔ میں نے کہا: "میں وہی کل والی ہوں" تب بھی اس نے عربی میں کچھ جواب دیا تو ایک بچی بولی: "چھوٹی امی کو اُردو نہیں آتی۔"

"کل آپ کے ساتھ کون تھا؟" میرے پوچھنے پر اس نے جواب دیا:

"وہ ہماری بڑی امی ہیں، لیجیے وہ بھی آگئیں۔"

اندر مسجد سے آتی کل والی خاتون مجھے بہت محبت سے ملیں۔

"آپ لوگ روزانہ یہاں آتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"الحمدللہ مغرب سے عشاء تک ہم یہیں ہوتے ہیں۔" وہ بولیں۔

"ماشاء اللہ کیا قسمت پائی ہے۔" میں نے کہا۔ ابھی اتنی ہی بات ہوئی تھی کہ شوہر کی کال آگئی۔ فون نمبروں کے تبادلے کے ساتھ میں نے کل ملنے کا وعدہ کیا۔ وہ بھی شاید ہم زبان کو ترسی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: "کل عصر کے بعد یہیں ملیں گے۔"

◆◆◆

"کتنے بے وفا ہوتے ہیں یہ مرد! اتنی اچھی اور خوب صورت ہونے کے باوجود دوسری شادی کرلی۔" ہم مسجد نبوی میں خواتین کے لیے خاص احاطے میں بیٹھے تھے، جہاں عائشہ اور میں نے نقاب ہٹا دیے تھے۔ اس کو دیکھ کر میں نے بے ساختہ کہا۔

"پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھ کر ایسی باتیں، استغفار کرو۔" عائشہ نے مجھے ٹوکا۔ میں نے استغفار پڑھا۔ "ایک سے زیادہ شادیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، میری بھی پہلے یہی سوچ تھی مگر یہاں کے معاشرے اور دینی کتابیں پڑھنے سے میرے دماغ کے تمام جالے صاف ہوگئے۔" وہ یہ کہہ کر مسکرائی۔ "دماغ کے جالے" میں نے الفاظ دہرائے۔

شادی کے فوراً بعد میرے شوہر کا تبادلہ مدینہ منورہ میں ہوگیا۔ یہاں آکر میں بہت خوش تھی مگر آہستہ آہستہ میرا تمام جوش اور جذبہ سرد ہوتا چلا گیا۔ یہاں سب لوگ نئے تھے۔ نہ کوئی بات سمجھنے والا، نہ کام کاج میں مدد کرنے والا۔ میں نے پہلے بچے کی پیدائش پر توبہ ہی کرلی تھی مگر میری اس غلط سوچ پر میرے رب نے میری اصلاح یوں کی کہ میں اکثر بیمار رہنے لگی چوں کہ میں انتہائی صفائی پسند تھی۔ اس لیے گھر صاف کرنے اور کھانا پکانے میں بہت مشکل ہوتی۔ اسی طرح یہاں کا اسکولنگ سسٹم بھی بہت عجیب تھا۔ محمد کو مجھے خود پڑھانا پڑتا، میرے شوہر کا کام زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کا ہے۔ وہ گھر آتے تو اکثر بے حد تھکاوٹ محسوس کرتے۔ تقریباً روز ہی پیر دبانے کا کہتے تو میری جان پر بن آتی۔ میں اکثر ٹال دیتی۔ پھر یہاں میری ملاقات ایک خاتون سے ہوئی جو باعمل عالمہ تھیں۔ میں نے اپنا مسئلہ ان کو پیش کیا تو وہ بے ساختہ ہنس دیں، کہنے لگیں: "تم نے اپنی زندگی از خود مشکل میں ڈالی ہوئی ہے۔" میں نے پوچھا۔ "وہ کیسے؟" تو کہنے لگیں: "میں اپنے شوہر کی تیسری بیوی ہوں، ایک سے زائد شادیاں تو عورتوں کے لیے عافیت کا دروازہ ہے۔" اس خاتون نے سمجھایا، خوب غور کے بعد میں نے اپنے شوہر کی دوسری شادی کروائی۔

◆◆◆

تجربے سے یہی ثابت ہوا کہ شوہر کی دوسری شادی پہلی بیوی کے لیے نعمت سے کم نہیں۔ مگر ہندوستان پاکستان کے مسلمانوں پر ہندو رسومات کے اثرات ابھی تک غالب ہیں۔ مرد کی دوسری شادی اس کی بیوی کی ذمے داریوں میں کمی کرتی ہے۔ ہم عورتیں ہی روتی پھرتی ہیں کہ ہمارے پاس چھٹی کا دن نہیں۔ حالاں کہ باہمی رضامندی سے پورے دن کا کام چند گھنٹوں میں نبٹا سکتی ہیں یا پھر دن تقسیم کرسکتی ہیں۔ ہم تمام ذمے داریاں اپنے ذمے لے لیتی اور اسی میں خوش رہتی ہیں کہ گھر ہمارے بغیر ایک دن بھی نہیں چل سکتا اور ہوتا بھی یہی ہے۔ پھر جو عورت جوانی میں مر جائے، فوراً دوسری شادی اس کے شوہر کی مجبوری بن جاتی ہے۔ کیوں کہ اس کے گھر کا نظام درہم برہم ہوچکا ہوتا ہے۔ آنے والی بعد میں ہمارے بچوں کو سوتیلی ماں بن کر دکھاتی ہے اور سب سے اہم بات ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا ہمیشہ سے رائج رہا ہے، حتیٰ کہ تمام حضرات انبیاء کرام کی متعدد بیویاں تھیں۔ البتہ شریعتِ محمدیہ نے اس کی حد مقرر کی، کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے۔

نکاح حفاظت نظر اور اولاد بسہولت حاصل ہونے اور زنا سے مکمل حفاظت کا ذریعہ ہے۔ قدرت نے بعض مردوں کو قوی، تن درست اور خوش حال بنایا ہے تو ان کے لیے ایک عورت کافی نہیں ہوسکتی پھر جن کے پاس مال بھی ہو اور وہ ایک سے زائد بیویوں کے کفیل ہوسکتے ہیں جو ان کے لیے بلاشبہ عبادت سے کم نہیں ہوگا۔ عورتوں کی تعداد قدرتاً اور عادتاً ہمیشہ مردوں سے زیادہ رہتی ہے جو تعدد ازدواج کی ایک بین دلیل ہے۔ ایک ایک مرد کو کئی شادیوں کی اجازت نہ دی جائے تو ان عورتوں کا سہارا کون بنے گا۔ تعدد ازدواج کا حکم بے کس عورتوں کا سہارا اور ان کی عصمت اور ناموس کی حفاظت کا بھی ذریعہ ہے اور مردوں کے لیے بہت بڑی نعمت اور برائی سے حفاظت کا ذریعہ ہے تجربے سے ثابت ہوا کہ میں کتنی بڑی غلط فہمی کا شکار تھی۔ اب میں اور آسیہ (سوکن) دونوں مل کر اپنے بچوں کی بہترین پرورش کررہے ہیں الحمدللہ۔" عائشہ یہ کہہ کر خاموش ہوگئی۔

میں نے اپنے شوہر کو جب یہ سب بتایا تو انہوں نے صرف اتنا کہا: "اگر اس سنت پر ہم بھی عمل پیرا ہوں تو کیسا رہے؟"

◆◆◆

پاکستان آکر میں شوہر کی دوسری شادی کے لیے لڑکی ڈھونڈنے لگی تو میری نظر اپنے شوہر کی 32 سالہ کزن سویرا پر پڑی، جو تقریباً شادی سے مایوس ہوچکی تھی۔ لوگوں نے مجھے کیا کیا نہیں کہا، ہر طرح سے ڈرایا مگر میں نے جو خوشی سویرا کے چہرے پر دیکھی، اس کی مسکراہٹ میں آج بھی اپنے دل میں محسوس کرتی ہوں۔ یاد رکھیے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع میں خیر ہی خیر مضمر ہے اور اس پر عمل کرکے ہی ہم معاشرے کی خود ساختہ پیچیدگیوں کو ختم کرکے اپنی زندگیوں کو سہل اور آسان بنا سکتے ہیں اور ویسے بھی محبت کو تقسیم نہیں ضرب دینا چاہیے۔

PERVAIZ UMAR
ENTERPRISE

Highly Experienced Clearing & Forwarding Agents
Advisors and Attorneys in Customs Cases

We are a leading CLEARING, FORWARDING concern operating in Pakistan. We excel to the entire satisfaction of our long list of clientele who have always reposted their complete confidence on us. Imbued with this sense of achievement, we are proud of our countrywide clientele of repute. We are approved and enlisted Clearing and Forwarding Agents of all Commercial and National Banks in Pakistan.

We have vast experience of handling more than 65% imports of Heavy Plants, Machinery and Turn-Key Projects of "Textile, Sugar, Cement and Power Sectors" besides other industrial raw material and commercial consignments, which have enabled us to adopt and handle all sorts of imports and have become our permanent business associates.

Head Office, Karachi

1st Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road
TEL: 021-32630724 - 32633641 FAX: 021-32633646
EMAIL: pervaizumar@hotmail.com
headoffice@pervaizumarenterprise.com

Branch Office, Lahore

19-G, Gulberg II, Lahore.
Tel: 042-35764929 - 35764933
Fax: 042-35764934

مؤذن پرندہ

احمد رضا انصاری

ککڑوں کوں۔۔۔ ککڑوں کوں۔۔۔"لال مرغا عین شجاع کے سر پر کھڑا بانگ پہ بانگ دے رہا تھا۔۔۔"

شجاع کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے۔ مرغے کی تیز آواز سیدھی کانوں کے راستے دماغ میں گھسی تھی۔ اس نے منہ سے چادر ہٹائی اور اپنا دایاں بازو قوس کے انداز میں گھمایا۔ مرغا اس کی چارپائی کے پائے پر بیٹھا تھا۔ شجاع کا زوردار ہاتھ پڑا تو مرغا چیخ کر ہوا میں پھڑپھڑایا اور ککڑوں کوں کا نعرہ بلند کرتا باہر بھاگ اٹھا۔۔۔۔

ہفتے بھر سے مرغے کا یہی معمول بن چکا تھا۔ ڈربے کی جالی ایک جگہ سے تھوڑی پھٹ چکی تھی، چناں چہ مرغا تہجد کے وقت اس جگہ سے نکل آتا اور اونچی آواز میں بانگیں دے دے کر سب کو اٹھا دیتا۔۔ شجاع کی چارپائی ڈربے کے ساتھ ہوتی تھی۔ لہٰذا مرغے کی اذان کا سب سے زیادہ تختہ مشق وہی بنتا۔ شجاع کو مرغے پر خوب غصہ آتا تھا، روز اس کی نیند خراب ہو جاتی۔ شجاع کبھی جوتا، کبھی تکیہ اٹھا کر مرغے کی طرف اچھالتا۔۔ مار کھانے کے بعد مرغا بھی شاید غصے میں مزید خوب زور زور سے کڑاک کڑاک کی آوازیں نکالتا، پورے صحن میں ناچتا پھرتا۔۔ اسے سن کر ڈربے میں بند خاموش بیٹھے مرغے مرغیاں بھی اپنا ریاض اونچے سروں میں شروع کر دیتے۔۔۔

◆◆◆

فروری کا مہینا تھا، جب شماس بھائی روئی کے گالوں جیسے دو درجن چھوٹے چھوٹے مرغی کے بچے خرید لائے تھے۔ امی خفا ہوئی تھیں کہ اتنے چھوٹے بچے سردی برداشت نہیں کر سکتے، بیمار ہو کر جلدی مر جاتے ہیں۔۔ اور بعد میں ہوا بھی یہی۔ چوبیس میں سے صرف پندرہ چوزے ہی زندہ بچ پائے۔۔۔ کچھ کو بلی دبوچ لے گئی۔۔ کچھ بیمار ہو کر مر گئے۔۔ کچھ کووں اور چیلوں کا شکار ہوئے۔۔ کرتے کراتے بس پندرہ بچے بڑے ہو سکے۔۔۔ دن بھر گھر میں انہی کا راج رہتا۔ کھانے کے وقت ایک دوسرے سے لڑتے رہتے۔۔ کبھی ادھر بھاگ کبھی ادھر۔۔ صحن میں گندگی مچاتے۔۔۔ شجاع کی نازک طبیعت پر یہ سب گراں گزرتا۔۔ وہ کئی بار شماس بھائی کو کہہ چکا تھا انہیں اب بیچ دیں۔ خوامخواہ انسانوں کے گھر کو چڑیا گھر بنایا ہوا ہے"

ارے بھئی کیوں بیچ دیں! اتنی محنت کی ہے۔ اب انڈے بھی نہ کھائیں۔۔؟ شماس بھائی چمک کر کہتے امی بھی اب ان مرغے مرغیوں سے عاجز آ چکی تھیں۔ وہ کھانے کے برتنوں میں گھس جاتے اور چیزیں خراب کرتے تھے۔ جب امی کا پارہ ہائی ہوتا تو شماس بھائی خاموشی سے ان مصیبتوں کو گلی میں نکال دیتے۔۔۔ جس سے وقتی طور پر گھر میں سکون ہو جاتا تھا۔۔۔

جب بچے مزید بڑے ہوئے تو پتا چلا کہ ان پندرہ میں صرف دو مرغیاں ہیں، باقی سب مرغے۔ جو ظاہر ہے انڈے نہیں دے سکتے تھے۔۔۔ اب جو بھی دیکھتا کہتا۔ اتنے مرغے کیوں پال رکھے ہیں۔ ان کی جگہ مرغیاں رکھیں تاکہ انڈے مل سکیں۔۔

آخر شماس بھیا کو عقل آئی اور وہ گیارہ مرغے بیچ کر چند مرغیاں خرید لائے۔۔۔ مرغے اب دو ہی بچے تھے۔ لیکن یہ آفت کے پرکالے تھے۔ آرام سے بیٹھنا ان کی سرشت میں گویا شامل ہی نا تھا۔ گھڑی میں ادھر بھاگتے، گھڑی میں ادھر دوڑتے۔ پورا دن ککڑوں کوں کا شور مچائے رکھتے

◆◆◆

اب ہفتے سے ایک نئی مصیبت شجاع کے سر امڈ آئی تھی۔ بہت بار وہ بھیا کو کہہ چکا، ڈربے کی جالی مرمت کروا لیں۔ تاکہ شرارتی مرغا وقت سے پہلے ڈربے سے نہ نکل سکے۔ لیکن شماس بھیا کے بالوں پر ایک جوں تک نہ رینگ سکی۔۔۔

ایک اتوار بڑے ماموں ملنے آ گئے۔۔ صحن میں حسب معمول مرغے آپس میں گتھم گتھا تھے۔ شجاع انہیں برا بھلا کہنے لگا۔ ان کی آواز سے اس کا دھیان بار بار سبق سے ہٹ رہا تھا۔ کل اس کا انگلش کا ٹیسٹ تھا۔ جس کی تیاری وہ برآمدے میں پڑے تخت پر بیٹھ کر کر رہا تھا۔۔ لیکن کٹ کٹاک اور ککڑوں کوں کی آوازیں سن کر شجاع کا ذہن منتشر ہو رہا تھا۔۔۔ جب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو شجاع نے جوتا اٹھایا اور پوری قوت سے مرغوں کی جانب پھینکا۔۔۔

دفع ہو جاؤ منحوسو۔۔۔ سر میں درد کر دیا۔ مصیبت کی جڑیں جانے کہاں سے جان عذاب کرنے آ گئیں"

مرغوں کو جوتا پڑا تو وہ ایک دوسرے کو چھوڑ کر مخالف سمتوں میں چیختے ہوئے بھاگے۔۔۔

ماموں شجاع کی تیز آواز سن کر کمرے سے نکل آئے اور اسے سمجھایا بیٹا۔۔۔ مرغوں کو برا بھلا نہیں کہتے۔۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔۔۔

شجاع کچھ حیران ہوا۔۔ "واقعی ماموں جان۔؟ مجھے اس بارے میں بالکل علم نہیں۔۔"

لیکن ماموں جان۔۔ یہ اتنے شرارتی ہیں کہ منہ اندھیرے ہی شور مچا کر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ہماری نیند خراب ہو جاتی ہے۔۔۔" شجاع نے شکوہ کیا

ماموں مسکرا کر رہ گئے۔۔۔

ماموں جان! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغے کو برا بھلا کہنے سے کیوں منع فرمایا۔۔۔؟ شجاع نے سوال اٹھایا۔۔

ماموں جان اس کے ساتھ بیٹھے اور بولے۔۔۔ پہلے حدیث مبارکہ سن لو۔۔ اسی میں تمہارے سوال کا جواب ہے۔۔۔" شجاع کتاب چھوڑ کر ہمہ تن گوش ہو گیا۔۔

ماموں بولے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغے کو برا بھلا مت کہو۔ اس لیے کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ (ابوداؤد)

اوہ۔۔۔ شجاع آنکھیں پھیلائے ماموں کا چہرہ تکنے لگا تھا۔۔

◆◆◆

بس وہ دن اور آج کا دن شجاع نے پھر کبھی اپنے مرغوں کو برا بھلا کہا، نہ انہیں کچھ اٹھا کر مارا۔۔۔ جالی بھی اس نے خود مرمت کر دی تھی۔۔۔ اور اگر کبھی مرغے زیادہ تنگ کریں تو وہ غصہ کرنے کی بجائے بیرونی دروازے سے انہیں باہر نکال دیتا ہے۔۔۔

بہترین تحفہ

قرۃ العین خرم ہاشمی

''میں بھی دادا ابو کو لینے ایر پورٹ جاؤں گا۔'' دس سالہ وقار نے اپنے ہم عمر چچازاد نومی سے کہا۔ وہ دونوں گھر کے لان میں کھیل رہے تھے۔ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے کھیلتے، جب وہ دونوں تھک گئے تو پاس رکھی کرسیوں پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

''مگر پاپا کہہ رہے تھے کہ کوئی بچہ بھی ایئر پورٹ نہیں جائے گا!'' نومی نے بے چینی سے کہا۔ ''ہاں! وہ تم سب نالائق بچوں کے لیے کہا۔ میں تم سب سے زیادہ اچھا اور تمیز دار ہوں۔ مجھے تو پاپا فخر سے ساتھ لے کر جائیں گے۔'' وقار نے مغرور انداز میں کہا۔

''اس بار میرے ٹیسٹ بھی بہت اچھے ہوئے ہیں!'' نومی نے فوراً یاد دلایا۔

''مگر تمہارے نمبر ہمیشہ مجھ سے کم آتے ہیں!'' وقار نے منہ چڑا کر کہا۔

''تم نقل کرتے ہو۔'' نومی نے بھی چڑ کر جواب دیا۔

''نقل چور تو تم ہو۔'' وہ دونوں بحث کرتے کرتے، اب لڑائی کرنے لگے۔ ان دونوں کا شور سن کر بڑی امی باہر نکل آئیں۔

''اف تم دونوں پھر سے لڑ رہے ہو؟ کتنی بار کہا ہے کہ اگر تم دونوں کی نہیں بنتی تو ایک ساتھ کھیلتے ہی کیوں ہو۔'' وقار کی امی نے پاس آکر دونوں کو جھاڑا تھا۔

''بڑی امی! یہ مجھے نقل چور کہہ رہا تھا۔'' نومی نے فوراً شکایت لگائی تو بڑی امی نے وقار کو گھورا۔

''امی! اس نے پہلے کہا تھا کہ میں نقل کرتا ہوں!'' وقار نے بھی جلدی سے کہا۔

''بس چپ کر جاؤ تم دونوں۔'' بڑی امی نے سختی سے کہا۔ تو دونوں منہ جھکا کر رہ گئے۔ وہ دونوں ہی بڑی امی سے بہت ڈرتے تھے۔ ''تم دونوں کے علاوہ بھی اس گھر میں اور بچے ہیں مگر وہ تو اس طرح نہیں لڑتے ہیں۔'' بڑی امی نے کہا۔

''میں نے صرف اتنا کہا تھا کہ دادا ابو کو لینے ایئر پورٹ جاؤں گا! مگر نومی بھی ضد کرنے لگا۔'' وقار نے منہ بنا کر ماں کو بتایا۔

''بڑی امی! دادا ابو میرے بھی تو ہیں۔ وہ اتنے دنوں بعد پاکستان آرہے ہیں، تو کیا میں انھیں لینے بھی نہ جاؤں!'' نومی نے فوراً کہا۔

''دیکھو بچو! دادا ابو سعودی عرب سے خاص طور پر تم لوگوں کے ساتھ چھٹیاں منانے، تین مہینے کے لیے پاکستان آتے ہیں۔ اب اگر تم دونوں ان کے سامنے بھی اس طرح آپس میں لڑو گے تو وہ کیا سوچیں گے! کہ ہم نے تم لوگوں کی کیسی تربیت کی ہے۔''

بڑی امی نے سمجھایا تو دونوں نے شرمندہ ہو کر ایک ساتھ سوری کہا۔

''اچھے بچوں کی طرح صلح صفائی سے رہا کرو۔'' بڑی امی نے نرمی سے کہا۔

''پھر میں ایئر پورٹ جاؤں گا ناں!۔'' وقار نے جلدی سے سوال کیا تو بڑی امی مسکرانے لگیں۔

''نہیں'' بڑی امی نے نفی میں سر ہلایا تو وقار کے چہرے پر اداسی پھیل گئی۔

''بلکہ تم دونوں ہی ایئر پورٹ جاؤ گے، اپنے دادا ابو کو لینے۔''

بڑی امی کے کہنے پر دونوں بچوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے اور وہ چھلانگیں مارتے ہوئے یہ خبر سب کو سنانے اندر کی طرف بھاگے۔

اگلے دن دونوں بہت خوشی خوشی ایئر پورٹ گئے۔ دادا ابو کو دیکھ کر ان کے گلے لگ گئے۔ دادا ابو اپنے سب سے چھوٹے بیٹے اور اس کی فیملی کے ساتھ سعودی عرب میں مقیم تھے۔ پاکستان میں ان کے دو بڑے بیٹے، اپنی آل اولاد کے ساتھ بڑے سے آبائی گھر میں سکون سے رہ رہے تھے۔ دادا ابو نے بہت پہلے ہی عقل مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھر کے تین پورشن بنا کر، اپنے تینوں بیٹوں میں تقسیم کر دیے تھے تاکہ بھائی بھائی

جائیداد کے حصول کے لیے ایک دوسرے کے دشمن نہ بنیں۔ دادا ابو کی اسی سمجھ داری او ر بروقت فیصلہ کرنے کی وجہ سے آج ان کے تینوں بیٹوں اور ان کی آل اولاد میں اتفاق اور محبت تھی۔ تیسرے بیٹے کا پورشن زیادہ تر بند ہی رہتا تھا۔ کوئی مہمان آتا یا جب وہ سب خود پاکستان آتے تو تب وہ پورشن استعمال ہوتا۔ ابھی بھی دادا ابو کا قیام تیسرے پورشن میں تھا۔ سب کے اصرار کے باوجود انھوں نے الگ تھلگ رہنا بہتر سمجھا تاکہ ان کے آنے سے کسی کو کوئی مسئلہ نہ ہو۔ دادا ابو کی وجہ سے نومی اور ارسلان کا زیادہ وقت اسی پورشن میں گزرنے لگا۔ اگلے دن دادا ابو نے سب کو اپنے پاس بلایا۔ جب سب جمع ہو گئے تو دادا ابو نے اپنے ساتھ لائے ہوئے تحفے تقسیم کیے۔ سب تحفے لے کر بہت خوش تھے۔ دادا ابو نے مسکراتے ہوئے ایک اعلان کیا۔

''ایک خاص انعام، اس بچے کو ملے گا جو روزانہ پانچوں نمازیں وقت پر ادا کرے گا۔''

سب بچے خوشی سے اچھل پڑے۔ بقیہ ص 35 پر

بارش آئی

سویرا فلک

''اُف توبہ پھر بارش ہوگی۔'' سارہ نے آسمان پہ گھرے بادل چھائے دیکھے تو ہمیشہ کی طرح منہ بسور لیا، جب کہ چھوٹا عدنان اور چھوٹی عنایا خوشی سے نعرے لگانے لگے :

''اللہ میاں بارش دے، سو برس کی بارش دے۔''

نعروں کی آواز سن کر امی ٹیرس میں آئیں تو دیکھا بوندوں نے تیز پھوار کی شکل اختیار کرلی تھی۔ تینوں نے ہاتھ باہر نکالا۔ عدنان اور عنایا کے خوشی سے چہکتے چہرے دیکھ کر امی مسکرائیں اور کہا ''آپ لوگ بارش میں کھیلو ! جب تک میں آلو کے گرما گرم پکوڑے اور آپ لوگوں کی پسند کا سوجی کا حلوا تیار کرتی ہوں۔''

''واؤ امی زندہ باد۔'' عدنان اور عنایا امی کے گرد لپٹ گئے ، امی نے انہیں پیار کیا اور پھر چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''آپ کی باجی کہاں ہیں ؟''

''امی ! سارہ آپی تو اپنے کمرے میں بیٹھی کہانی پڑھ رہی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے انہیں بارش پسند نہیں۔'' عدنان نے آسمان میں برستی بارش میں گول چکر کھاتے ہوئے کہا تو امی سرہلاتے ہوئے ٹیرس سے نکل کر کچن میں آئیں اور سارہ کو آواز دی کہ وہ آکر ان کی کچن میں مدد کردے۔ امی نے کڑاہی چولہے پر رکھی تو سارہ نے پیالے میں بیسن گھولنا شروع کیا۔ سارہ چھٹی کلاس میں تھی۔ امی نے اب آہستہ آہستہ اسے کچن میں کام سکھانا شروع کیا تھا تاکہ اسے شروع سے کام کی عادت رہے۔ خود سارہ بھی خوشی خوشی امی کی مدد کرتی تھی۔ کیوں کہ اس کے بدلے ابو کی تعریف اور امی کی دعائیں اسے دلی سکون اور اطمینان پہنچاتی تھیں۔ ابھی امی نے حلوے کے لیے سوجی بھوننا شروع ہی کی تھی کہ دروازے کی گھنٹی بجی۔ سارہ نے امی کے اشارے پر ہاتھ صاف کیے اور دروازہ کھولنے باہر کی جانب گئی۔ دروازہ کھولا تو اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ کیوں کہ دروازے پر اسد ماموں کھڑے تھے۔ اسد ماموں نے باآوازِ بلند سلام کیا تو آواز سن کر امی بھی چولہا ہلکا کرکے باہر آگئیں۔ اسد ماموں کو اچانک دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گئیں کیوں کہ وہ تو لاہور میں رہتے تھے ایسے میں اچانک کراچی بنا بتائے آگئے تو سب حیران رہ تھے۔

اسد ماموں لمحہ بھر تو بھیگے کپڑوں اور گیلے سفری بیگ سے ان کے حیران چہرے تکتے رہے پھر معصوم سی شکل بنا کر بولے : "کیا بارش میں میرا اتنا برا حلیہ ہوگیا ہے کہ آپ لوگ مجھے پہچان ہی نہیں رہے۔ "ان کی بات سن کر امی اور سارہ شرمندہ ہونے لگیں پھر امی بولیں۔

''ارے نہیں میرے بھیا ! اصل میں اس موسم میں تمہاری اچانک آمد نے چونکا دیا۔ تم اندر آؤ۔ سارہ تم ماموں کو مہمان خانے میں لے جاؤ۔ وہاں کپڑے اور تولیہ وغیرہ تیار ہیں اور بیگ یہاں لاؤنج میں رکھ دو۔ میں ذرا حلوا دیکھ لوں، جل نہ جائے۔'' امی نے کہا تو سارہ ماموں کو گیسٹ روم لے آئی۔ ماموں آپ فریش ہوجائیں پھر ہم مل کر گرم گرم پکوڑے اور حلوا کھائیں گے اور پھر میں آپ کو اپنی نئی کہانیوں کی کتابیں بھی دکھاؤں گی۔'' سارہ نے کہا تو ماموں سرہلاتے ہوئے غسل خانے چلے گئے اور سارہ واپس کچن میں آگئی۔ امی نے پکوڑے، چٹنی، کیچپ ٹرے میں رکھ کر سارہ کو دیے اور خود چائے تیار کرنے لگیں۔ سارہ ٹرے لے کر ٹیرس پر آئی تو بارش تھم چکی تھی۔ عنایا اور عدنان بارش میں مکمل طور پر بھیگ چکے تھے۔ وہ ٹرے کی طرف لپکے تو سارہ نے انہیں روک دیا۔ ''جاؤ اتنے گندے حلیے میں کھاؤ گے تو امی ڈانٹیں گی۔ پہلے کپڑے بدلو، نہاؤ پھر آؤ۔'' عنایا اور عدنان منہ بناتے ہوئے اندر چلے گئے۔ اتنے میں اسد ماموں بھی آگئے اور امی بھی چائے لے کر آگئیں۔ سارہ نے ماموں کو پلیٹ پیش کی تو ماموں نے امی سے پوچھا۔ ''عدنان اور عنایا کہاں ہیں ؟ نظر نہیں آرہے ؟''

''ماموں وہ لوگ بارش میں بھیگ کر گندے ہوچکے تھے۔ نہا دھو کر آرہے ہیں۔'' سارہ نے برا سا منہ بنا کر کہا تو ماموں مسکراتے ہوئے بولے : ''لو بارش سے تو ہر شے صاف ستھری ہو کر نکھر جاتی ہے اور آپ یہ بتائیں آپ نہائیں نہیں ؟''

"مجھے تو بارش بالکل پسند نہیں، ہر جگہ گیلا پن اور بارش کے بعد کیچڑ، کچرے کے ڈھیر ، بجلی کی آنکھ مچولی اوپر سے مکھیوں اور مچھروں کی بہتات۔ میں تو دعا کرتی ہوں بارش کبھی بھی ہو ہی نا۔" سارہ کے لہجے میں بے زاری کے ساتھ ساتھ نفرت بھی محسوس ہو رہی تھی، جسے ماموں اور امی نے واضح طور پر محسوس کیا۔ مگر ماموں کی عادت تھی کہ وہ ہر بات کو ٹھوس دلائل سے ثابت کرتے تھے۔ ابھی بھی انہوں نے ایسا ہی کیا۔

"سارہ بیٹا، بارش اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے، اس بارش کی قدر ان لوگوں سے پوچھو جو اس کی ایک ایک بوند کو ترسے ہوئے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں جس این جی او میں کام کرتا ہوں۔ وہ ہر ماہ میں ایک دفعہ تھر جاتی ہے۔ وہاں کی بنجر اور سوکھی زمین انسانوں اور جانوروں کو نہ پانی فراہم کر سکتی ہے نہ غذا۔ شدید گرمی میں جب ہم لوگ غسل کر کے خود کو تسکین پہنچاتے ہیں تو وہ گرم تپتی ریت کی نذر ہو جاتے ہیں۔ پانی نہ ہونے اور بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کھیت کھلیان، فصلیں کچھ نہیں۔ ان کے لیے چند بوندیں اور سالوں میں ہونے والی بارش ایسی ہے جیسے کسی کو آثارِ قدیمہ سے سونے جواہرات مل جائیں۔" ماموں کا لہجہ تفصیل بتاتے ہوئے آزردہ ہو گیا۔

سارہ شرمندہ سی ہو گئی، تب امی نے سب کو چائے پیش کرتے ہوئے کہا: "سارہ بیٹی، اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں انسان کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے زحمت ہیں۔ اگر ہمارے ملک میں بھی نکاسی آب اور بجلی وغیرہ کے انتظامات صحیح کر دیے جائیں تو بارش کے بعد یہ صورتِ حال پیدا نہ ہو، جس کا سوچ کر تم بارش سے ڈر جاتی ہو۔ بارش کا پانی تو صاف شفاف، پاک اور کئی بیماریوں کی شفا ہے۔" امی باتیں کر رہی تھیں کہ عنایا اور عدنان بھی چلے آئے۔ "جی امی دیکھیں بارش میں نہا کر میرے گرمی دانے کیسے بجھ گئے ہیں۔" عدنان نے اپنی گردن دکھائی۔ اور امی وہ دیکھیں، سامنے والے پارک کے پیڑ کیسے دُھل کر صاف ستھرے ہو گئے ہیں۔ عنایا نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"ماموں نے کہا: "ہاں بارش سے تمام عمارتیں اور ایسی جگہیں جہاں مٹی گرد و غبار ہوتا ہے دھل جاتی ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ سیلابی بارشوں اور طوفان سے ہمیں امتحان میں نہ ڈالے اور محفوظ رکھے۔"

سب نے آمین کہا۔ اتنے میں بارش دوبارہ شروع ہو گئی تو سب سے پہلے سارہ ٹیرس کی طرف بھاگی۔ سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ آکر بھیگنے لگے۔ سارہ اب عدنان اور عنایا کے ساتھ گول گول گھوم کر خوشی سے درسی کتاب میں شامل مولوی اسماعیل میرٹھی کی نظم گانے لگی۔

وہ دیکھو اُٹھی، کالی کالی گھٹا
ہے چاروں طرف چھانے والی گھٹا
گھٹا کی جو آنے کی آہٹ ہوئی
ہوا میں بھی ایک سنسناہٹ ہوئی
گھٹا آکر مینہ جو برسا گئی
تو بے جان مٹی میں جان آگئی
زمیں سبزے سے لہلہانے لگی
کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی
جڑی بوٹیاں، پیڑ آئے نکل
عجب بیل بوٹے، عجب پھول پھل
ہر ایک پیڑ کا ایک نیا ڈھنگ ہے
ہر ایک پھول کا ایک نیا رنگ ہے
یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا
کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا

بقیہ

بہترین تحفہ

"مگر ہم تو سب ہی نماز پڑھتے ہیں؟" نومی نے حیران ہو کر دادا ابو کی طرف دیکھا۔

دادا نے مسکرا کر سب بچوں کی طرف دیکھا۔

"بچو! نماز کو صحیح طریقے سے اور اول وقت میں ادا کرنا چاہئے! ہم میں سے بہت سے لوگ اپنی نمازوں کو ادا کرنے میں غفلت کا مظاہرہ کر جاتے ہیں۔ یا جان بوجھ کر نماز بالکل آخر وقت میں ادا کرتے ہیں!" دادا ابو نے نرم لہجے میں سمجھایا۔

"میں سمجھ گیا۔" نومی نے جلدی سے سر ہلایا۔ تین مہینے پر لگا کر اڑ گئے۔ دادا ابو کے ساتھ سب نے ہمیشہ کی طرح بہترین وقت گزارا۔ دادا ابو بہت زندہ دل اور ہنس مکھ انسان تھے۔ وہ چھوٹے اور بڑوں سب سے نرم لہجے میں بات کرتے۔ دادا ابو بہت خاموشی سے سب بچوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ خوش تھے کہ سب بچے ہی اچھی تربیت اور اخلاق کے مالک تھے۔ وہ غور سے دیکھتے رہتے کہ کسی بچے میں ایسی کیا خامی ہے، جسے درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی ایک بات سے دادا ابو کو یہ مقابلے والا خیال آیا تھا۔ دادا ابو کے جانے میں ایک ہفتہ باقی رہتا تھا۔ جب دادا ابو نے ایک رات سب کو بلایا۔ ارسلان کو امید تھی کہ یہ خاص انعام صرف اسے ہی ملے گا۔ مگر جب دادا ابو نے ایک قیمتی گھڑی انعام کے طور پر نومی کو دی تو وہ حیران رہ گیا۔

"نماز تو میں زیادہ باقاعدگی سے پڑھ رہا تھا! پھر نومی کو انعام کیوں دیا؟"

دادا جان نے مسکرا کر سب کی طرف دیکھا۔

"میں جب سے آیا ہوں۔ یہ نوٹ کر رہا تھا کہ آپ سب بچے نماز وقت پر پڑھنے میں سستی سے کام لیتے ہیں! میں نے اس دن یہ بات آپ سب کو بتائی کہ میرے مقابلہ کروانے کا اصل مقصد کیا ہے اور یہ بات صرف نومی نے فوراً سمجھ لی۔ بچو! نماز کو اول وقت پر پڑھنے کا بہت ثواب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: "افضل ترین عمل کون سا ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے افضل عمل اول وقت پر نماز پڑھنا ہے۔"

دادا جان نے نرمی سے سمجھایا تو ارسلان نے فوراً سر ہلایا۔

"بہت شکریہ دادا جان! آپ نے آج ہم سب کو ایک بہترین تحفے سے نوازا ہے"

ارسلان نے جلدی سے کہا۔

"بہترین تحفہ؟" دادا جان نے حیرت سے سوال کیا

"جی دادا جان! حدیث ہمیں بتا کر آپ نے بہترین تحفہ دیا ہے۔"

ارسلان کے کہنے پر دادا جان نے خوش ہو کر اسے گلے سے لگا لیا۔ دادا جان خوش تھے کہ نئی نسل کو بھی اپنے دین سے اتنی ہی محبت اور عقیدت ہے جتنی پہلے لوگوں کو تھی۔ بس سب بچوں کو بہترین راہنمائی کی ضرورت تھی۔ جو دینا ان کے بڑوں کا فرض ہے اور دادا جان اپنا وہ ہی فرض ادا کر رہے تھے

چکور

فوزیہ خلیل

عُزیر اور عُمیر اسکول سے گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ صحن میں کچھ پرندے تھے۔ بطخ اور مرغیوں کو تو وہ اچھی طرح پہچانتے تھے مگر یہ کیسا پرندہ تھا؟ اس کے پر سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل تھے۔ چونچ سے دُم تک تقریباً چودہ، پندرہ انچ لمبا تھا۔ قد میں تقریباً تیتر کے برابر تھا۔

''ابو جی ! یہ کتنا خوب صورت پرندہ ہے، اس کا کیا نام ہے؟'' عُزیر نے پوچھا۔

''بیٹا عُزیر۔۔۔ یہ پاکستان کا قومی پرندہ ہے۔''

''قومی پرندہ ! ! !'' عُمیر نے اچھل کر کہا۔ ''کیا یہ چکور ہے؟''

''ہاں بیٹا ! یہ چکور ہے۔''

''ابو جی کیا یہ صرف پاکستان میں ہی ملتا ہے۔'' عُزیر بولا۔

''نہیں بیٹا یہ پاکستان، بھارت، ایران، افغانستان میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ اونچے پہاڑوں میں بہت ملتا ہے اس کے علاوہ یہ کشمیر اور بلوچستان کے بنجر اور خشک پہاڑوں میں غول در غول پرواز کرتا نظر آتا ہے۔ فاٹا کے دشوار گزار علاقوں میں بھی ملتا ہے۔''

''ابو جی۔۔۔ اس کو دوسرے ممالک میں کیوں نہیں بسایا جاتا؟'' عُمیر نے پوچھا۔

''یورپی ماہرین نے چکور کو اپنے دیس میں بسانے کی بہت کوششیں کیں۔ 1893ء میں ایک شخص کراچی سے چکور کے پانچ جوڑے لے کر شمالی امریکا گیا۔ پھر 1951ء میں چکور کو ایری زونا اور کیلی فورنیا میں چھوڑا گیا۔ 1920ء میں نیوزی لینڈ میں چکور لائے گئے تھے۔ مگر یہاں یہ پرندہ سخت موسمی حالات کا مقابلہ نہ کر سکا۔''

''تو پھر اب ؟؟''

''اب بھی کوششیں جاری ہیں۔ کچھ چکور میدانوں اور ڈھلانوں پر موجود کھیتیوں میں رہتے سہتے ہیں۔ یہ والے چکور نیپال، بھوٹان اور مغربی چین میں ملتے ہیں جب کہ ایک قسم برفانی چکور کی ہوتی ہے۔ یہ ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے میں بڑی تعداد میں ملتے ہیں۔ یہ چکور شدید برف باری میں بھی رہ لیتے ہیں۔ کچھ چکور پہاڑی چکور کہلاتے ہیں۔ پہاڑی چکور شدید برف باری میں میدانی علاقوں کا رُخ کرتے ہیں۔'' ابو نے بتایا۔

بچوں نے پرندوں کو گھیر لیا تھا اور بہت خوش نظر آرہے تھے۔

''ابو جی۔۔۔ جیسے دوسرے پرندے انڈے دیتے ہیں۔ اسی طرح چکور کی مادہ بھی کیا انڈے دیتی ہے؟''

''ہاں بیٹا ! چکور کی مادہ سات سے چودہ انڈے دیتی ہے ان سے تین یا ساڑھے تین ہفتوں میں بچے نکل آتے ہیں۔ یہ بچے چکن کہلاتے ہیں۔ یہ صرف ایک ہفتہ بعد ماں کے ساتھ چلتے پھرتے اور کھانے لگتے ہیں۔'' کھانے کا سن کر ننھی فائقہ بے چین ہو گئی۔

''ابو جی۔۔ ہم نے اس کے کھانے کا تو سوچا ہی نہیں، یہ کیا کھائے گا !'' اُس نے پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ فائقہ کی بات سن کر سب بچے ہی چونک اٹھے۔

''ہاں ابو جی ہم اس کو کیا کھلائیں؟ بھوکا ہو رہا ہو گا چکور۔''

''بیٹا یہ پھل، بیج اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے۔ گھاس کے پتے، گندم، جو، جوار کے دانے، آلو اور سیب شوق سے کھاتا ہے۔''

یہ سنتے ہی سارے بچے اندر بھاگے اور کھانے پینے کا انتظام کرنے لگے۔

''ابو جی۔۔ ہم تو اسے گھر میں آرام سے رکھیں گے۔ بڑی سی جگہ میں۔ مگر ویسے کیا یہ گھونسلے میں رہتا ہے؟'' فائقہ نے پوچھا۔

''ہاں بیٹا یہ گھونسلا بناتا ہے، اس کی مادہ عموماً فروری، مارچ، اپریل میں انڈے دیتی ہے۔ اس کے انڈے لمبوترے، زرد اور دھبے دار ہوتے ہیں۔ اگر کسی بقیہ ص 39 پر

پانی ایک عظیم نعمت

اہلیہ محمد فیصل

سر عمار اسلامیات کا سبق پڑھا رہے تھے۔ آٹھویں جماعت کے تمام طلبہ بہت توجہ سے سر کی باتیں سن رہے تھے، لیکن صہیب پریشانی سے بار بار پہلو بدل رہا تھا۔

”کیا بات ہے صہیب؟ آپ کچھ پریشان نظر آرہے ہیں۔“

”جی سر! ایک پریشانی ہے“۔

”بتائیے! کیا پریشانی ہے؟ سبق سمجھ نہیں آرہا آپ کو؟

نہیں سر! الحمدللہ سبق تو بالکل ٹھیک سمجھ آرہا ہے۔ دراصل میں کچھ دیر پہلے بیت الخلا گیا تھا، اس کی ٹوٹی سے مسلسل پانی بہ رہا ہے، شاید وہ خراب ہوگئی ہے، یہی پریشانی ہے مجھے۔

صہیب کی بات سن کر سبھی طلبہ کا زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ سر عمار نے جماعت کو آنکھیں دکھائیں تو قہقہہ تھم گیا، مگر سب کی دبی دبی مسکراہٹ ابھی بھی چہروں پر تھی، گویا صہیب کی بات کا مذاق اڑا رہے ہوں۔

”صہیب میاں! یہ بات آپ کے لیے اتنی پریشانی کا سبب کیوں ہے؟ اس کی وضاحت کرنا پسند کریں گے؟“

”جی سر بالکل! شاید آپ کے علم میں ہو کہ ”میری پیدائش ”تھر“ کے علاقے میں ہوئی ہے، اور میں اپنی زندگی کے ابتدائی سال اس ریگستانی علاقے میں گزار کر کراچی منتقل ہوا ہوں، تھر کا علاقہ پانی کی کمی اور قحط سالی کا شکار رہتا ہے، اسی لیے پانی کی جو قدر وقیمت میرے دل میں ہے، وہ کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ ایک وقت میں میرے لیے پانی ”سونے“ سے بھی زیادہ قیمتی رہا ہے۔ اسی لیے میں پانی کی قدر، پیاس کی شدت اور اس کے احتیاط سے استعمال کو بخوبی جانتا ہوں، اسی لیے جب سے میں بیت الخلا کی ٹوٹی میں سے پانی گرتا ہوا دیکھ کر آیا ہوں، مجھے ایک پل بھی چین نہیں آرہا۔ میرا بس نہیں چل رہا کہ میں فوراً اس ٹوٹی کو ٹھیک کروادوں تاکہ وہ پانی ضائع ہونے سے بچ جائے۔“

صہیب کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

سر! برائے مہربانی آپ اسکول کی انتظامیہ سے کہہ کر اس ٹوٹی کو جلدی سے ٹھیک کروا لیں۔ صہیب نے درخواست کی۔

سر یہ پانی ضائع ہو رہا ہے، اگر یہ ضائع ہونے سے بچ گیا، تو کسی ایسے گھر یا علاقے میں پہنچ جائے گا، جہاں پانی کی قلت ہے، جہاں لوگ ایک ایک بوند کے لیے ترستے ہیں اور جہاں اس کو بہت اہتمام سے استعمال کیا جاتا ہے۔“

سر عمار، صہیب کی بات سن کر بہت متاثر ہوئے بلکہ تمام ہی طلبہ کے چہروں پر اب طنزیہ مسکراہٹ کی بجائے ایک فکر نظر آرہی تھی۔

کلاس کے لائق فائق طالب علم نوید نے ہاتھ اٹھا کر سر سے کچھ کہنے کی اجازت چاہی۔

اجازت ملنے پر وہ کہنے لگا:

”سر میں صہیب کے جذبے کی قدر کرتا ہوں، چوں کہ یہ ان تمام حالات سے گزر کر یہاں تک پہنچا ہے، اس لیے اس کے دل میں اس کی قدر بہت زیادہ ہے۔ صہیب کی باتیں سن کر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت پیاری دعا یاد آگئی، وہ دعا میں اپنے ساتھیوں کو سنانا چاہوں گا اور درخواست کروں گا اس دعا کو سب یاد کرلیں۔

جی ضرور نوید، ضرور سنائیے!

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

اے اللہ! میرے دل میں اپنی محبت، میری جان، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے بھی زیادہ پیاری بنادے۔“

یہاں پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو ٹھنڈے پانی کی محبت سے زیادہ کرنے کو کہا گیا ہے، جس سے پتا چلا کہ ٹھنڈا پانی کس قدر بڑی نعمت ہے۔

جزاک اللہ نوید! بہت ہی پیاری دعا آپ نے ہمیں سنائی۔ اور جس طرح صہیب نے ہم سب کی توجہ بہت اہم مسئلے کی طرف دلائی ہے، ہمیں بھی دوسروں کو پانی کی قدر و قیمت بتانے اور اسے ضائع ہونے سے بچانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اور نوید کی بتائی ہوئی پیاری دعا کو یاد کر کے اسے مانگنے کا بار بار اہتمام کرنا چاہیے۔ آج کلاس یہیں ختم کرتے ہیں، کیوں کہ اب سب سے پہلا اور اہم کام، بیت الخلا کی ٹوٹی درست کروانا ہے اور پورے اسکول کے تمام نلکوں کو چیک کروانا ہے، تاکہ جہاں سے بھی پانی لیک ہو رہا ہو، اس کو درست کروایا جاسکے۔“

سر کی بات سن کر صہیب کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ آگئی۔

خریدا ہوا مال

ڈاکٹر صفیہ سلطانہ صدیقی

نعمان کا ایک چھوٹا سا جنرل اسٹور تھا لیکن چوں کہ وہ اس علاقے میں ایک ہی پرچون کی دوکان تھی، اس لیے بہت زیادہ چلتی تھی اور ہر وقت دوکان پہ رش لگا رہتا تھا۔ نعمان نے اپنے ملازم سے کہا "تم بہت غیر ذمے دار ہوتے جا رہے ہو، اگر بتی، جھاڑو، وائپر، موم بتیاں اور گوند کی شیشیاں ختم ہو چکی ہیں، یہ آخری سودا بنایا ہے تو اس کے بعد یہ پانچ چیزیں تو موجود ہی نہیں ہیں دوکان کے لیے بھی نہیں ہیں! تم کیسے آدمی ہو؟" ملازم راشد شرمندہ ہو رہا تھا کہ بالاخانے سے دھڑا دھڑ سیڑھیاں اترتے ہوئے نعمان کا بیٹا عدنان دوکان پہ آ کھڑا ہوا۔ "امّی نے تنکوں کی جھاڑو منگوائی ہے بستروں کو جھاڑنا ہے۔ کھڑکیوں سے مٹی نکالنی ہے ابا۔"

"ارے کل لے جانا!" نعمان نے جھنجھلا کر کہا۔

"جھاڑو ختم ہے بیٹا کل لے آئیں گے۔"

"ابّا جالے جھاڑنے ہیں، بستروں پہ مٹّی ہی مٹّی ہے، پھول جھاڑو سے کام نہیں چلے گا۔ ہم کیسے سوئیں گے؟" بچے نے احتجاج کیا "یہ دے دو نا ابا" بچے نے سامان کے بڑے پیکٹ کے ساتھ رکھی جھاڑو کی طرف اشارہ کیا۔

"بیٹا یہ سامان بِک چکا ہے۔ تمھیں کسی اور کا سامان کیسے دوں؟"

"ابا! ہم مٹّی میں نہیں سو سکتے آپ بتائیں کیا کریں؟" بچہ بولا۔

"اصل میں یہ سمیع صاحب کا سامان ہے، وہ رقم ادا کر گئے ہیں اور میں اس کو ان کے ہاتھ بیچ چکا ہوں پھر اپنی مرضی سے کیسے کہیں اور استعمال کریں؟ ہاں اگر وہ اجازت دیتے تو الگ بات تھی!" نعمان کے انکار کے بعد عدنان واپس جانے لگا تو ملازم راشد نے کہا "مالک! اگر آپ اس کو دس پندرہ منٹ کے لیے جھاڑو دے دیں تو کیا فرق پڑے گا؟" اس کے سمجھانے پہ نعمان نے عدنان کو واپس بلا کر جھاڑو پکڑا دی۔ اسٹور بند ہونے کا وقت تھا، بجلی اس وقت نہیں جاتی تھی مگر حسن اتفاق تھا کہ عین اسی وقت چلی گئی۔ نعمان نے پھر ملازم کو باتیں سنائیں اور بیچے ہوئے سامان سے مجبوراً موم بتی نکال کر جلائی۔ اسی وقت سمیع صاحب کا بیٹا رفیع اپنا سامان لینے آگیا۔

رفیع کا سامان راشد نے باہر نکال کر رکھا، رفیع نے لسٹ چیک کی "چاچا اس میں ایک جھاڑو بھی لکھی ہے موم بتی کا پیکٹ... ہاں وہ تو یہ رہا، مگر کھلا ہوا کیوں ہے؟ نعمان باہر نکلا جلتی موم بتی اس کے ہاتھ میں تھی راشد نے شٹر گرایا اور تالا لگانے لگا اس وقت عدنان بھی جھاڑو واپس لے آیا۔

"لو بیٹا! جھاڑو یہ ہے اور موم بتی یہ رہی! نعمان نے پھونک مار کر موم بتی بجھا دی اور رفیع کو پکڑا دی۔ "واہ چچا! جو چیزیں آپ بیچ دیں اور جو ہم خرید چکے ہیں، وہ دو چیزیں آپ نے کیسے استعمال کیں؟ کیا یہ آپ کا مال ہے اب؟؟" رفیع کو بہت غصہ آ رہا تھا۔

"بیٹا! مجبوری تھی ذرا۔ تم یہی لے جاؤ اب" نعمان شرمندہ تھا۔

"مجبوری بھی تھی تو آپ جو چیز بیچ چکے وہ استعمال کیوں کی ہے آپ نے؟ یہ کیا طریقہ ہے؟ میں استعمال شدہ جھاڑو کیوں لوں؟ میری جھاڑو تو نئی تھی، موم بتی پوری تھی، اسے آپ ایک انچ جلا چکے ہیں! یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے!" رفیع کو شدید غصہ آ رہا تھا، وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا، مال اس کا تھا اور وہ اس مال کو خرید چکا تھا، اس لیے نعمان کو حق نہیں تھا کہ رفیع کا سامان استعمال کر کے امانت میں خیانت کرے۔

"ابے یار! اتنا غصہ بھی کیا ہے؟ اذان ہو رہی ہے نماز کو جانا ہے، ہفتے کی رات مولوی صاحب تقریر بھی کرتے ہیں، اب تم ہم کو جانے دو! کل ہم تمھیں دوسری جھاڑو دے دیں گے اور دوسری موم بتی! یہ تم ہم کو واپس کر دو۔" راشد جو نعمان کا ملازم تھا، اس نے رفیع سے کہا۔ رفیع شرمندہ ہو گیا اور بولا "اچھا... ٹھیک ہے! میں سامان گھر پہ دے کر مسجد آتا ہوں! میں بھی نماز پڑھ لوں گا۔" رفیع صرف جمعے کی نماز پڑھتا تھا یا پھر اپنے ابّا سمیع کے ساتھ کبھی کبھار مسجد چلا جاتا تھا، آج اس نے خود سے ارادہ کیا تھا!

مسجد میں نماز کے بعد مولوی صاحب نے تقریر میں کہا: "اللہ نے مسلمان کی جان اور مال سب کے سب خود ہم سے ہی خرید لیے اب وہ اپنی جان اور مال کو صرف اللہ کی مرضی سے استعمال کر سکتا ہے۔ یہ اللہ کی اپنے بندوں سے محبت اور رحمت ہے کہ ہمارا بیچا ہوا مال (ہماری جان اور مال) ہم اپنے فائدے کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں، وہ صرف ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان اور مال کو اللہ کی راہ میں استعمال کر کے ختم کریں اور اپنا فائدہ بھی کر سکتے ہیں مگر ہم اپنی جان اور اپنے مال کو غلط غلط جگہ پر استعمال کر کے ختم کر رہے ہیں!" یہ باتیں سن کر رفیع حیرت زدہ رہ گیا! قرآن گھر پہ موجود تھا ترجمہ اور تفسیر والا قرآن بھی تھا مگر اس نے کبھی پڑھنے کی زحمت نہ کی تھی وہ سوچ میں پڑ گیا کہ بیچا ہوا مال ضرورت اور مجبوری کے تحت استعمال کرنے والے کی ذرا سی خیانت کی وجہ سے دکان دار کو رفیع خود کتنی بُری باتیں اور سخت لہجے میں بُرا بھلا سنا کر آیا ہے۔ اور خود وہ کیسا ہے؟ اپنے آپ کو غلط فالتو کاموں میں مصروف رکھ کر اپنی زندگی کا غلط استعمال کر رہا ہے۔ میرا ایک دوست اللہ کی دی ہوئی جان کو بیمار کرتا ہے، نشہ کرتا ہے، ایک شرط لگا کر جُوا کھیلتا ہے، ایک اپنی طاقت کو لوگوں پر ظلم کرنے میں لگاتا ہے۔

ایک رشوت کھاتا اور کھلاتا ہے اور میں سود لیتا ہوں اپنے مال میں! حالاں کہ ہم یہ جان مال اللہ کے ہاتھ بیچ چکے ہیں، وہ سخت شرمندہ تھا، پسینے کے قطرے اس کی پیشانی پہ نمودار ہو چکے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا سورۂ توبہ کی اس آیت میں اللہ نے یہ کہا ہے کہ ”جان و مال اللہ کے ہاتھ بیچ دینے کے عہد پہ بہترین اور شان دار جنت ملنے والی ہے اور اپنی جان و مال جنت کے بدلے فروخت کرنے کا پکا وعدہ اللہ نے توریت، انجیل اور قرآن میں مومنوں سے کیا تھا۔ یہ اتنی اہم بات تھی کہ اللہ نے پچھلی کتابوں میں بھی بتائی تھی اور آخری کتاب میں بھی۔ مولوی صاحب نے کہا: ”سورۂ توبہ کی اسی آیت نمبر 111 میں اللہ نے کہا ہے: ”پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پہ جو تم نے اللہ سے کیا ہے اور یہی ”سب سے بڑی“ کامیابی ہے۔“ یہ سن کر رفیع نے فیصلہ کر لیا کہ جو عہد اسلام قبول کرنے سے خود بخود ہو جاتا ہے مجھے اس کا فائدہ اٹھانا چاہیے، خوشی منانا چاہیے اور سب سے بڑی کامیابی یعنی شان دار جنت حاصل کرنے کے لیے اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ کی مرضی سے خرچ کر کے ختم کرنا چاہیے۔

مولوی صاحب کہہ رہے تھے: ”لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز یا خدمتِ خلق میں خود کو تھکا کر، یا اللہ کی راہ میں جہاد کر کے وہ اللہ پہ احسان کر رہے ہیں، جب کہ ان کی جان تو جنت کے بدلے میں بک چکی ہے، اسے اپنی مرضی سے غلط جگہ استعمال کر کر کے انسان اپنا سودا خراب کرتا ہے، اسی طرح لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو جرمانہ سمجھتے ہیں یا کسی کو نیکی اچھی جگہ خوب خرچ کرتے دیکھ کر احمق کہتے ہیں، مذاق بناتے ہیں، وہ بھی نااہل لوگ ہیں، قرآن ان کے گھر میں ہے مگر اس قرآن سے خوشیاں منانے والا بڑی کامیابی کا سودا مکمل نہیں کرتے بلکہ بے ایمانی کر کر کے سودا غلط جگہ استعمال کرتے ہیں۔“ رفیع حیران ہوا جا رہا تھا اس کی زندگی آج بدلنے لگی تھی۔ اس نے امام صاحب سے پوچھا ”میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

پوچھو بیٹا! کیا سوال ہے؟“ امام صاحب نے شفقت سے کہا۔

”ہم نے جنت کے بدلے اپنی جان اور مال کو بیچ دیا۔ ہمارا اختیار تو ختم ہو گیا مگر کبھی ہمارا نفس یا شیطان بہکائے تو ہم کو کیا کرنا چاہیے؟ تاکہ ہمارا سودا خراب نہ ہو اور اللہ ہمیں ہماری جان و مال کا معاوضہ (جنت) دینے سے انکار نہ کر دے؟“ وہ بہت پریشان تھا۔

”ہاں بیٹا! اس کا طریقہ بھی موجود ہے۔ انسان کو جب احساس ہو کہ وہ اپنی جان و مال کو غلط جگہ استعمال کر رہا ہے تو صحیح راستے پہ آنے میں دیر نہ لگائے اور توبہ استغفار روزانہ کرے۔ اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ جن باتوں کی بہت تاکید اللہ نے کی ہے ان چیزوں کا بہت زیادہ خیال کرے۔ اس کے لیے اچھی طرح قرآن اور حدیث کو سمجھنا پڑے گا اور یہ سیکھنا سمجھنا کچھ ایسا مشکل بھی نہیں۔

”نہیں! اتنا بڑا سودا ہم نے اللہ سے کیا ہے تو یہ بہت آسان کام ہے پھر تو!!“ کیوں کہ صلہ زبردست ملے گا۔ وہ شرمندہ تو تھا مگر خوش بھی تھا، اس نے اچھے دوست بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا جو اسے بُرائی کا راستہ فائدہ مند اور خوب صورت بنا کر پھسلا لینے اور گرا لینے کا گناہ نہ کریں، بلکہ ہر مشکل میں صبر اور حوصلہ بڑھائیں اور نیکی پہ مدد اور شاباش دیں۔ رفیع نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب اس کے بچے ہوں گے تو وہ اپنے بچوں کو بھی جنت کے عیش اور مزے حاصل کرنے کے قابل بنائے گا، اس کی زندگی بالکل بدل گئی تھی۔

بقیہ

چکور

وجہ سے ان کا گھونسلا خراب ہو جائے تو فوراً ہی دوسرا بنا لیتے ہیں۔“

”ابو جی! یہ پانی بھی تو پیے گا ناں!!“ فائقہ نے پوچھا اور بڑے سے کٹورے میں صاف ستھرا پانی بھر کر لے آئی۔

”ہاں بیٹی پانی بھی پیتا ہے، پانی کی تلاش میں یہ میلوں تک لمبی پرواز کر لیتا ہے۔“

”ابو جی۔“ عُزیر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”میں نے ایک کتاب میں چکور کے بارے میں پڑھا تھا کہ ان کی نظر کمزور ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تیز روشنی میں نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے کان بہت تیز ہوتے ہیں اور ہلکی سی آہٹ بھی محسوس کر لیتے ہیں۔“

”ہاں عُزیر بیٹا، تم بالکل ٹھیک بتا رہے ہو۔ اس کی نظر کمزور ہوتی ہے یہ تیز روشنی پسند نہیں کرتا۔“ چکور پھلوں کے بیج تیزی سے کھا رہا تھا اور ٹک ٹک کی آواز نکال رہا تھا۔

”یہ دور سے بالکل موٹی مرغی کی طرح نظر آتا ہے۔“ فائقہ نے ہنس کر کہا۔

”ابو جی جنگلوں اور کھیتوں میں یہ کس طرح رہتے ہیں؟۔“

”یہ مل جل کر رہنا پسند کرتے ہیں۔ یعنی گروہ کی شکل میں رہتے ہیں اور جب خوراک کی تلاش میں نکلتے ہیں تو بھی گروہ کی شکل میں ہوتے ہیں۔“ ابو جی بولے۔

”جیسے مختلف جانوروں اور پرندوں کو تیزی سے شکار کیا جا رہا ہے اور اُن کی نسل مٹنے کا خطرہ ہو گیا ہے۔ کیا اسی طرح چکور کو بھی شکار کیا جا رہا ہے؟“ عُمیر نے فکر مندی سے سوال کیا۔ اب چکور ٹک ٹک کی آواز نہیں نکال رہا تھا۔

”کیا یہ بدل بدل کر آواز نکالتا ہے۔“

”ہاں بیٹا۔۔ آپس میں ملتے ہیں تو چکور مختلف طرح کی آواز نکالتے ہیں کھانے کے دوران الگ آواز اور جب شکار کرتے ہیں تو ان کی مختلف آواز ہوتی ہے۔“

”اور۔۔ اور میرا سوال تو رہ ہی گیا۔ شکار والا۔“ عمیر نے جلدی سے ابو جی کو اپنا سوال یاد دلایا۔ ”نہیں بیٹا۔۔ تمہارا سوال مجھے یاد ہے، میں بتاتا ہوں۔“ ابو جی مسکرائے۔

”چکور کو صرف انسان ہی شکار نہیں کرتے بلکہ مختلف پرندے بھی اس کی تاک میں رہتے ہیں۔ جب پہاڑوں پر شدید برف باری ہوتی ہے تو یہ پرندہ نیچے اترتا ہے، وہاں چکور اور اُس کے بچوں کی تاک میں کوّے، باز، سانپ، شکرے، عقاب، اُلو، چوہے، لومڑی، گیدڑ، بھیڑیے اور جنگلی بلیاں وغیرہ ہوتے ہیں جو موقع ملتے ہی شکار کر لیتے ہیں اور انسان تو اس کا شکار بے دردی سے کرتا ہی ہے۔“

”انسان وہ کیسے؟“ فائقہ کو بہت افسوس ہوا۔

”جب یہ پرندہ پانی پینے کے لیے اترتا ہے تو وہاں جال بچھا دیا جاتا ہے یا پھر پانی میں نشہ آور دوا ملا دی جاتی ہے۔“ ابو جی نے بتایا۔ یہ سن کر بچے بہت افسردہ ہو گئے۔

”میں بڑے ہو کر جانوروں اور پرندوں کی حفاظت کا خوب انتظام کروں گا۔“ عُزیر نے مکا لہرا کر کہا۔ ”چلو بچو! اپنے ابو جی کے ساتھ کھانے کے لیے آجاؤ۔“ امی کی آواز سنائی دی اور سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔

بچوں کے فن پارے

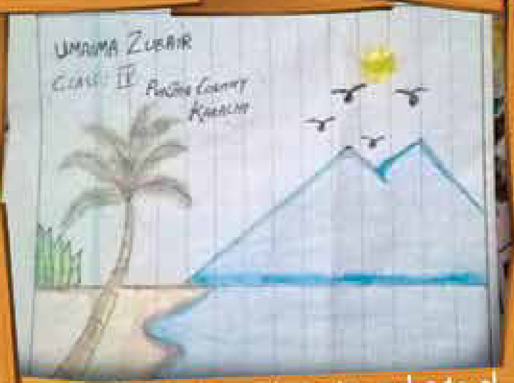

امیمہ عباسی ، پنجم ،نجم دہلی اسکول کراچی

عبد الواسع ،متعلم شعبہ حفظ ،دارلقرآن کراچی

ہبہ بنت زبیر 5 سال کلاس 1 کراچی

علی اسید، حفظ، 10 سال، بیت السلام کراچی

صبیحہ نعمان ، سوم ، روضۃ السلام کراچی

محمد حذیفہ ، دس سال ، ہیپی پیلس کراچی

ام ہانی سات سال ، جماعت اول ،مارننگ پینا اکیڈمی کراچی

ماہنامہ فہم دین
جون 2020ء کے سوالات

سوال نمبر 1- منیّا کا پہلا پارہ مکمل ہونے کے بعد ابا نے کیا تحفہ لا کر دیا؟

سوال نمبر 2- البطروس کا اصلی گھر کون سا ہے؟

سوال نمبر 3- عادل کی اں ظر حماد کی کون سی کاپی پر پڑی؟

سوال نمبر 4- چونٹی کعبہ کس ذریعے سے پہنچی؟

سوال نمبر 5- "جعفر بن محمد کو دیکھ کر ہی یقین آتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہیں" یہ جملہ کس نے کہا؟

پیارے بچو!

کیا آپ کو معلوم ہے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کیسے تھے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں فرمایا:
"آپ کو بہترین اخلاق کا نمونہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

اوّلین وآخرین کے بہترین اخلاق یہ ہیں۔ جو تم کو اپنی طرف سے محروم رکھے اسے دیا کرو۔ جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو۔ (ترغیب ص 343)

تو پیارے بچوں! یقیناً آپ بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے۔ اچھے لوگوں کے ساتھ تو اچھا سلوک سب ہی کرتے ہیں بہترین اخلاق والے تو وہ لوگ ہیں جو برائی کے بدلے بھلائی کرتے ہیں۔ رشتہ توڑنے والوں کے ساتھ رشتہ تعلق جوڑنے کی فکر کرتے ہیں۔

لہٰذا پیارے بچوں اگر کوئی دوست، رشتے دار، ہم جماعت، چھوٹا بڑا بہن بھائی، ہمارے ساتھ غلط سلوک کرے تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم والے اخلاق اپنے اندر لا کر اسے معاف کر دیں اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کریں۔ "کرتے ہیں نا پیارے بچے وعدہ!!!"

فروری 2020ء کے سوالات کے جوابات

جواب نمبر 1: حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اس لیے اٹھ گئے تھے کہ جب تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے اور صبر کر رہے تھے تو اللہ کا ایک فرشتہ ان کی طرف سے جواب دے رہا تھا اور جب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا تو وہ فرشتہ چلا گیا اور شیطان بیچ میں آ گیا۔

جواب نمبر 2: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جواب نمبر 3: دوسری جنگ عظیم میں فوجیوں نے لہسن سے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ جب وہ زخمی ہوتے تھے تو یورپی معالجین لہسن کے رس میں بھگوئی ہوئی خشک کائی کے پھائے فوجیوں کے زخموں پر باندھ دیا کرتے تھے تاکہ ان کے زخم خراب نہ ہوں۔

جواب نمبر 4: صہیب مرزائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا تھا۔

جواب نمبر 5: تتلی رانی نے جواب دیا: "ٹھیک ہے میں یہیں رہوں گی اور روز گیت بھی سناؤں گی مگر آج تم لوگ مجھے گیت سناؤ کیوں کہ میری آواز رو رو کر بیٹھ گئی ہے۔"

نوٹ: آپ کا بنایا ہوا پیارا سا فن پارہ ہو یا سوالات کے جوابات ہوں اس کے ساتھ اپنا نام، عمر، کلاس، ایڈریس اور فون نمبر ضرور لکھیے گا، ورنہ وہ قابلِ اشاعت نہیں ہوگا۔ اور پھر اسے ماہنامہ فہمِ دین کے ایڈریس پر پوسٹ کر دیں، یا پھر وٹس اپ کے ذریعے 0304-0125750 پر ہمیں سینڈ کر دیں۔

فروری 2020ء کے سوالات کا درست جواب دے کر انعام جیتنے والے تین خوش نصیبوں کے نام

1- عکاشہ عبید میرپور خاص
2- ثانیہ فہیم راولپنڈی
3- عبدالرحمٰن کراچی

ان تینوں میں سے ہر ایک کو 300 روپے نقد اور ماہ نامہ فہم دین مبارک ہو

نوٹ: پیارے بچو! اس صفحے پر جو سوالات آپ سے پوچھے جاتے ہیں، ان کے جوابات تین شمارے چھوڑ کر چوتھے شمارے میں ذکر کیے جائیں گے۔

سب سے بڑا میرا خدا

ارسلان اللہ خان

آگیا لوگو! کرونا وائرس
جو نہیں ہو پارہا ٹس سے مس
خشک کھانسی، سانس میں اُلجھن، بُخار
جن کو ہوں، بے حد رہیں وہ ہوشیار
دور اپنا کیجیے سب خوف، ڈر
رکھیے اپنے ساتھ سینیٹائیزر
کیجیے کوشش رہیں سب باوضو
دور رہ کر ہی کریں ہم گفتگو
ماسک کو بھی لازمی پہنا کریں
چھینک، کھانسی، دھول، مٹّی سے بچیں
آپ دستانے بھی پہنیں لازمی
اس طرح محفوظ ہوگا آدمی
بھیڑ میں تُم دوستو! جانا نہیں
ہوٹلوں میں جاکے کچھ کھانا نہیں
جب تلک ہے یہ کرونا زور پر
میری گر مانو، نہ کرنا تُم سفر
ذہن پر نہ کیجیے اس کو سوار
دھوئیے ہاتھوں کو اپنے بار بار
اپنے چہرے پر لگائیں ہاتھ مت
گھومیے اب دوستوں کے ساتھ مت
ہوگیا جو شخص اس میں مُبتلا
دور کردے رب تو اُس کی ابتلا
چاہے کتنی ہی قوی ہو یہ وبا
ہے مگر سب سے بڑا میرا خُدا
تُجھ کو سب آسان ہے بارِ الٰہ
اس سے بچنے کا عطا کر راستہ
اس کرونا سے ہوئے بے زار ہم
یا خُدا کرتے ہیں استغفار ہم
ارسلاں کی ہے یہی رب سے دعا
ہر کسی کو وائرس سے تو بچا

اے خدا اے خدا

احمد ظہور متعلم جامعہ بیت السلام کراچی

مجھ کو اپنا بنا ، اے خدا اے خدا
اہلِ جگ سے بچا، اے خدا اے خدا
دل سیاہ ہے، سیاہی میں ڈوبا ہوا
اس کو کر پُر ضیا، اے خدا اے خدا
مضطرب ہوں، متلاشی سکون کا ہوں
چینِ دل کر عطا، اے خدا اے خدا
دشت ہوں ، ابر علم کا پیاسا ہوں
میری تشنگی تو بجھا ، اے خدا اے خدا
حبِّ جاہ ،حبِّ جگ دل سے کر دے الگ
اپنا عاشق بنا ، اے خدا اے خدا
فتنۂ حسن ہو یا فتنۂ مال ہو
کل فِتَن سے بچا ، اے خدا اے خدا
اہلِ دنیا، نہ دنیا مجھے چاہیے
اپنے در پہ بٹھا ، اے خدا اے خدا
بسترِ مرگ پر، ہو اخیر سانس تک
لب پہ تیری ثنا ، اے خدا اے خدا
مجھ سیاہ کار کی قبرِ تاریک کو
نورِ تُو سے چمکا ، اے خدا اے خدا
حملہ آور ہوں جو، میری بد کاریاں
مجھ کو دینا اماں ، اے خدا اے خدا
روزِ محشر ہو کوثر بدستِ حضور ﷺ
بشفاعت عطا ، اے خدا اے خدا
چشمِ اِحمد سے بہتے ہوئے اشکوں سے
نارِ دوزخ بجھا ، اے خدا اے خدا

سال گرہ

جوہر عباد

ہر سال، سال گرہ منانا صحیح نہیں
مغربی روایات نبھانا صحیح نہیں

روکا مشابہت سے ہمیں پیارے نبیؐ نے
اغیار کے طریقے اپنانا صحیح نہیں

دینِ محمدی میں کہاں سال گرہ ہے؟
یومِ ولادت جب ہی منانا صحیح نہیں

صحابہ، تابعین، تبع تابعین سے
ثابت نہیں جو کام، کرانا صحیح نہیں

آئے یہ دن تو کریں شکر اور دعائیں
پیدائش کو تہوار کہلانا صحیح نہیں

کفار و مشرکین مناتے ہیں جنم دن
راہوں پہ اُن کی چلنا چلانا صحیح نہیں

اب تو سجائے جاتے ہیں، ہوٹل و ریستوران
اس کے لیے تو گھر بھی سجانا صحیح نہیں

"ہدیہ لیا دیا کرو" قولِ رسول ہے
اِک دن کو ہی مخصوص بنانا صحیح نہیں

کفار کی تقلید ہے یہ کیک کاٹنا
شمعیں جلانا اور بجھانا صحیح نہیں

چمکیلی ٹوپیاں پہن کر، تالی بجا کر
مہمانوں کا یوں گانا بھی گانا صحیح نہیں

کرتے ہوئے غیروں کی ہر اِک طور سے نقل
پھلجھڑیوں، پٹاخوں کا اُڑانا صحیح نہیں

بے کار کے خرچے سے تو صدقہ ہے بہترین
واللہ! مال ایسے لٹانا صحیح نہیں

جو کام کیا ہی نہیں محبوبِ خداؐ نے
اُس کے لیے کوئی بھی بہانہ صحیح نہیں

بچوں کو اپنے، سنتوں کی دیجیے تعلیم
غیروں کی رسومات سکھانا صحیح نہیں

یہود اور نصاریٰ کی سازشیں ہے بڑھتے
یہ جان کے بھی آنکھ چُرانا صحیح نہیں

اسلام دراصل مکمل دین ہے جوہرؔ
اس میں کسی بدعت کو ملانا صحیح نہیں

گلدستہ

ترتیب و پیش کش محمد اطہر فتح پوری، متعلم جامعہ بیت السلام کراچی

حمد

صبح تعریفیں شام تعریفیں
ختم تجھ پر تمام تعریفیں
اے جہانوں کے پالنے والے
ہم ترے ،ساری کائنات تری
کس قدر ہے رحیم ذات تری
مشکلوں سے نکالنے والے
تجھ سے دنیا نے ہاؤ ہو مولا
مالکِ آخرت بھی تو مولا
پل کو صدیوں میں ڈھالنے والے
جذبۂ زندگی کی حد چاہیں
تجھ سے چاہیں اگر مدد چاہیں
سیدھے راستے پر ڈالنے والے
نعمتیں اپنی عام کر ہم پر
کھول دے رحمتوں کے در ہم پر
قسمتوں کو اجالنے والے

مظفر وارثی

علم والوں کی ذمے داری

حمید بن ھلال سے مروی ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے جس چیز سے میں سب سے زیادہ ڈرتا ہوں (یہ ہے کہ) جب میں حساب کے لیے کھڑا ہوں گا تو مجھ سے یہ کہا جائے تو علم والا تھا تو تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟

علی بن حوشب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سب سے زیادہ خوف مجھے اس بات کا ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کہا جائے اے عویمر! تو عالم تھا یا جاہل؟ اگر میں نے کہا میں صاحب علم تھا تو پھر کوئی آیت نہیں بچتی حکم کرنے والی یا منع کرنے والی مگر میں اس کی ذمے داری پر پکڑا جاؤں گا۔ حکم کرنے والی آیت میں اس طرح کہ کیا تو نے اس امر کی تعمیل کی تھی؟ اور منع کرنے والی میں اس طرح کہ کیا تو اس سے منع ہو گیا تھا؟ اور میں ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

لقمان بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اپنے بارے میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تمام مخلوقات کے سامنے مجھ سے پوچھا جائے اے عویمر! کیا تو جانتا تھا؟ میں جواب دوں "ہاں" پھر پوچھا جائے کہ تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا۔

زبورِ حرم

تم نہیں جانتے شاید مرے آقا کا مزاج
اُن کے قدموں سے لپٹ جاؤ سزا سے پہلے

چشمِ رحمت سے ملا اشکِ ندامت کا جواب
مشکل آسان ہوئی قصدِ دُعا سے پہلے

اور تو کچھ نہیں مانگا مرے مولا تجھ سے
اک جھلک روضۂ اقدس کی قضا سے پہلے

میری آنکھیں مِرا رستہ جو نہ روکیں اقبال
میں مدینے میں ملوں راہ نما سے پہلے

عشق رسول

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ عشق تھا جو بات بات میں زبان پر آتا تھا۔ چناں چہ ایک موقع پر فرمایا:

"خدا کی عبادت، رسول کی اطاعت، انگریز کی بغاوت یہ میرا ایمان ہے اور رہے گا۔ خدا معبود ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب اور انگریز مغضوب۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوچ لینا یہ معاملہ عقل و خرد کا نہیں، عشق کا ہے۔ عشق پر زور نہیں ہوتا اور نہ اپنے پر اختیار۔ پھر یہ نہیں سوچا جائے گا کہ قانون کیا کہتا ہے اور زمان کیا چاہتا ہے۔ پھر جو ہونا ہو گا ہو جائے گا۔ جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا۔

آپ کے اشعار

عجیب و غریب دکھاتے ہیں ناخدا ہم کو
غرض یہ ہے کہ سفینہ کنارے جا نہ لگے
ناصر کاظمی

شبنم! تجھے اجازتِ اظہارِ غم تو ہے
تو خوش نصیب ہے کہ تری آنکھ نم تر ہے
محمد زکی کیفی

سینچی ہیں دل کے خون سے میں نے یہ کیاریاں
کس کی مجال میرا چمن مجھ سے چھین لے
ناصر کاظمی

بلبلوں نے کیا گل افشاں میرؔ کا مرقد کیا
دور سے آیا نظر تو پھولوں کا اک ڈھیر تھا
میر تقی میر

ضبط کرتے کرتے اب جو لب کو میں نے وا کیا
سو بھی رہتا ہوں یہ کہتا ہائے دل نے کیا کیا
میر تقی میر

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی
علامہ اقبال

ہمیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے، نہ قفس نہ آشیانہ
بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی علامہ اقبال
کیا ہے اس نے فقیروں کو وارث پرویز
علامہ اقبال

مال اور انسان کی بہترین مثال

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد رکھنے کے قابل ہے وہ فرماتے ہیں:

آب اندر زیر کشتی پشتی است
آب در کشتی ہلاک کشتی است

فرمایا کہ مال انسان کی زندگی کے لیے ایسا ہے جیسے کشتی کے لیے پانی، انسان کشتی اور مال پانی۔ جس طرح کشتی بغیر پانی کے نہیں چل سکتی۔ اس طرح انسان بغیر مال کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر انسان کو کھانے کو نہ ملے تو وہ کیسے زندہ رہے گا لیکن یہ پانی کشتی کے لیے اس وقت رحمت ہے، جب وہ پانی کشتی کے چاروں طرف ہو، ارد گرد ہو لیکن وہ پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو وہ پانی کشتی کو ڈبو دے گا۔ وہی پانی جو کشتی کو چلانے والا تھا وہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے گا۔ اسی طرح یہ مال جب تک تمہارے چاروں طرف ہے تو یہ مال اللہ کا فضل ہے، خیر ہے تمہاری زندگی کو چلانے والا ہے۔ لیکن جس دن اس مال کی محبت تمہارے دل میں گھس گئی تو پانی اس کشتی میں گھس آیا۔ اب وہ پانی اس کشتی کو تباہ کر دے گا۔ اسی کو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

آب اندر زیر کشتی پشتی است
آب در کشتی ہلاک کشتی است

وسوسہ آنا ایمان کی علامت ہے

اس کے ذریعے ہم لوگوں کو بہت بڑا سبق مل گیا، جو اکثر و بیشتر وساوس کا شکار رہتے ہیں جن کو عجیب و غریب وسوسے آتے رہتے ہیں۔ اس کے ذریعے بتا دیا کہ ان سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ خیال غیر اختیاری طور پر آ رہے ہیں تو آنے دو۔ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بعض اوقات میرے دل میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند ہے۔ بنسبت اس کے کہ وہ باتیں زبان پر لاؤں۔ وہ بڑے گھبرائے ہوئے تھے کہ کہیں میں ان وسوسوں کی وجہ سے ایمان سے خارج نہ ہو جاؤں۔ جواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ (مسلم شریف) فرمایا یہ وسوسہ آنا ایمان کی کھلی علامت ہے۔ اس لیے کہ شیطان اسی شخص کے پاس وسوسے ڈالنے کے لیے جاتا ہے جس کے دل میں ایمان ہو۔

سفید پوش گھرانوں کے لیے

بیت السلام کا لاک ڈاؤن ریلیف

رپورٹ: خالد معین

22 مارچ کو لاک ڈاؤن کے اعلان کے ساتھ ہی بیت السلام ویلفیر ٹرسٹ نے کراچی سمیت ملک کے متعدد شہروں، خصوصا مضافاتی بستیوں کے سفید پوش گھرانوں، دیہاڑی دار مزدوروں اور چھوٹے کاروباری حضرات کے گھروں میں راشن پہنچانے کا اعلان کیا۔ اہل خیر کے تعاون سے فوری طور پر یہ مہم شروع ہو گئی۔ دوسرے مرحلے میں بیت السلام نے تیار کھانا اور اس سے اگلے مرحلے میں پکی پکائی روٹی فراہم کرنا بھی شروع کر دیا۔ اس دوران اچار اور کچی سبزیاں بھی ایسے گھرانوں تک پہنچانے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ حکومت بلوچستان کی دعوت پر بیت السلام کے وفد کی وزیر اعلی بلوچستان سے ملاقات ہوئی۔ جس کے بعد 15 اپریل سے کوئٹہ میں بھی روٹی فراہمی پروگرام شروع کیا گیا۔ نیز بیت السلام کے ایک وفد نے صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب ڈاکٹر عارف الرحمٰن علوی سے بھی ملاقات کی۔ وفد نے ادارے کی خدمات کی تفصیل صدر محترم کو پیش کیں تو وفد کو اس پر خوش گوار حیرت ہوئی کہ صدر محترم پہلے سے بیت السلام کی خدمات خصوصا کورونا وائرس کی وجہ سے متاثرین کے لیے کیے جانے والے اقدامات سے آگاہ تھے۔

ذیل میں 22 مارچ سے 6 مئی تک کی خدمات کے اعداد و شمار دیے جا رہے ہیں

راشن پہنچایا گیا	484,554	افراد کے لیے
روٹی فراہمی	1,494,673	افراد کے لیے
تیار کھانا	115,404	افراد کے لیے
کچی سبزیاں	1,248	من
اچار	23,810	کلو
کھجور	750	کلو

LAQUILA
FRESH
Touch
INSTANT HAND
SANITIZER
70%
ALCOHOL
Kills the most
GERMS
For Refreshing Clean Hands
With Moisturisers and Vitamin E
99.9%*
1Litre
500ml
250ml
60ml
Pakistan Standards
NON STICKY FORMULA
perfectairfreshener
PFreshener
www.se.com.pk

خدا کرے کہ یہ ساتھ کبھی نہ چھوٹے آمین!

BAITUSSALAM

کرونا وائرس کی وبا میں

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ اور جذبۂ عوام ساتھ ساتھ

بیت السلام ویلفیئر ٹرسٹ پاکستان بھر میں

45 تندوروں کی مدد سے

1,25,000 سوا لاکھ روٹیاں روزانہ بلامعاوضہ

دیہاڑی دار، غریب اور مستحق افراد کو باعزت طریقے سے پہنچا رہا ہے

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org